موضوع

’’دیرہ غازیخان میں نعت گوئی کی روایت‘‘

اجازت نامہ:

ایم فل کی اُردو کی ریسرچ سکالر رفعت خادم کو’’دیرہ غازیخان میں نعت گوئی کی رویات‘‘ ملا ہے اور اس موضوع پر اُن کے کام کی نگرانی ڈاکٹر محمد ارشد اویسی صاحب کر رہے ہیں۔

اس موضع پر مقالہ نگار کا ذوق وشوق دیکھتے ہوئے مجھے یقین ہے کہ وہ مقررہ مدت تک اپنا کام مکمل کرلیں گے۔ اس لیے ان کا نگران بننے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

دستخط ریسرچ سکالر　　　　　　　　　　　　دستخط مجوزہ نگران

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بلغ العلی بکمالہ
کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلو علیہ وآلہ

(شیخ سعدی)

انتساب

لاکھ لاکھ شکر والحمد رب العالمین

اپنے محترم والدین کے نام جن کی مشقتوں کے پھول ہمیں زمانے کی تندو تیز ہواؤں پر لطافت بخشتے رہے جن کی دعاؤں اور نیک تمناؤں نے ہمیں اس مقام تک پہنچایا۔

اور اپنے اساتذہ کرام...اورمن جملہ اساتذہ جن کی بے لوث کاوشوں نے مجھے اس مقام فخر تک پہنچایا۔

اس تحقیقی مقالہ کو اراکین جائزہ کمیٹی

نام استاتذہ کرام

اردو کے تقاضوں کے جزوی تکمیل کیلئے مناسب پا کر منظور فرمایا۔

بقول شاعر

ے ہم نے خیرات میں یہ پھول نہیں پائے ہیں
خونِ دل صرف کیا ہے تو بہار آئی ہے

نگران مقالہ

1۔ ڈاکٹر محمد ارشد اویسی صاحب
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو
G.C یونیورسٹی فیصل آباد

2۔ ڈاکٹر رانا غلام یسین صاحب
پروفیسر شعبہ اردو غازی یونیورسٹی شعبہ اردو ڈیرہ غازی خان

اظہار تشکر

میں اپنے خدائے واحد لاشریک بزرگ و برتر کی بے حد شکر گزار ہوں اور اس کا لاکھ لاکھ شکر بجالاتی ہوں۔ جس کی مہربانی اور رحمت کی بدولت مقالہ پایہ تکمیل تک پہنچایا اور ادارے کی بے حد شکر گزار ہون جنھوں نے مجھے تحقیق کرنے کی اجازت بخشی اور کمال سرپرستی اور رہنمائی بھی فرمائی۔

میں سب سے زیادہ جناب اویسی صاحب اور رانا صاحب کی شکر گزار ہوں جنہون نے اس مقالہ میں میری پوری رہنمائی فرمائی۔

مختصر ابواب بندی

باب اول

ڈیرہ غازی خان کا تعارف

باب دوم

نعت گوئی

باب سوم

اردو نعت اور ڈیرہ غازی خان

باب چہارم

شعرائے کرام ڈیرہ غازی خان اور اردو نعت

باب پنجم

اردو نعت اور ڈیرہ غازی خان میں اُردو نعت کا تقابلی جائزہ

حسن ترتیب

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1۔	سرٹیفکیٹ	
2۔	انتساب	
3۔	اظہار تشکر	

باب اول

1۔ ڈیرہ غازی خان کا تعارف

2۔ ڈیرہ غازی خان کی ثقافت

3۔ ڈیرہ غازی خان کے ادب سے ثقافت کی جڑت

4۔ ڈیرہ غازی خان میں شاعری

باب دوم

1۔ نعت گوئی

2۔ اردو میں نعت

3۔ اردو نعت پر عربی کے اثرات

4۔ اردو نعت پر فارسی کے اثرات

باب سوم

1۔ اردو نعت اور ڈیرہ غازی خان

2۔ ڈیرہ غازی خان میں نعت گوئی کا آغاز او ارتقاء

3۔ اردو نعت میں مقامی زبانوں کے اثرات

باب چہارم

1۔ ڈیرہ غازی خان کے اُردو نعت گو شعراء
2۔ مظفر گڑھ کے اردو نعت گو شعراء
3۔ لیہ کے اردو نعت گو شعراء
4۔ راجن پور کے اردو نعت گو شعراء

باب پنجم

ماحصل

1۔ خلاصہ
2۔ ترجمہ سورت احزاب
3۔ حاصلات کا تقابلی جائزہ
4۔ کتابیات

تعارف ڈیرہ غازی خان

تعارفی اشعار

پگڑی کی وہ پیچ نہیں شملے کی وہ شان نہیں
ڈیرہ غازی میں بھی اب کوئی غازی خان نہیں

(رشید قیصرانی)

شعاع حکمت و عرفان ہے ڈیرہ غازی خان
متاع دیدہ ،حیران ہے ڈیرہ غازی خان
جہاں میں عفت و فکر نظر پیام اس کا
دیدار خواجہ سلیمان ہے ڈیرہ غازی خان
رچے بسے ہیں فضاؤں میں نغمہ ہائے فرید
مٹھن کا روز رگ جان ہے ڈیرہ غازی خان

(علامہ شبیر بخاری)

باب اول

1) دیرہ غازیخان کا تعارف

ڈیرہ غازی خان ڈویژن جس کا قیام 1982ء میں ہوا۔اس میں چار اضلاع ڈیرہ غازی خان،راجن پور،مظفر گڑھ اور لیہ ہیں۔

موجودہ ضلع ڈیرہ غازی خان کی تین تحصلیں ہیں۔نمبر 1 تحصیل ڈیرہ غازی خان،نمبر 2 تحصیل تونسہ،نمبر 3 تحصیل کوٹ چھٹہ اور نمبر 4 تحصیل ٹرائبل ایریا ہیں۔

تاریخ ڈیرہ غازی خان کا مختصر جائزہ

زمانہ قدیم میں تقریباً چار ہزار سال قبل ڈیرہ موجود ہے دریائے سندھ سے دو میل مغرب میں آباد تھا۔دریا پر بطور پتن،ڈیرہ کا ذکر ملتا ہے مشرق سے انڈیا، بنگلہ دیش،نیپال،سری لنکا کے قافلے درہ سرور سے گزر کر روس اور وسطی ایشائی ریاستوں میں جاتے تھے۔

1480ء سے قبل یہاں کوئی سرکاری حاکم نہ ملتا تھا بلکہ یہ ایک دریائی بندرگاہ کا شہر تھا۔

حاجی خان کے بیٹے غازی اول نے 1484ء میں دیرہ کا اقتدار سنبھالا اور دیرہ سے ڈیرہ غازی خان بن گیا 292 سال تک اس خاندان نے ڈیرہ غازی خان پر حکومت کی اور آخری غازی خان 1722ء میں فوت ہوا۔ان حکمرانوں کی تاریخی دستاویزات موجود نہ ہیں۔

1۔ چندر گپت موریہ کا زمانہ 405ء،411ء مانا جاتا ہے اس زمانہ میں سیاح مورخ فابیان نے اس شہر کو ''داہرہ'' لکھا ہے۔

2۔ سکندر اعظم کے 323ء ق م مفتوحہ علاقوں میں دیرا ''ڈاہر'' لکھا ہوا ملتا ہے۔

3۔ شودروں کے شجرہ میں ایک قوم دراوڑ ملتی ہے مشہور جنگ مہا بھارت کا زمانہ 3400/2000 ق م ہے رام چندر جی کی اولاد میں کئی راجاؤں کے نام دیرہ،دیرو ملتے ہیں ان کے نام پانچ اور آٹھ کونوں والے سکے ملتے ہیں جن پر ڈیرو،ڈیرہ لکھا ہوا ہے جب غازی خان حاکم بنا تو اس نے دیرہ کے آگے غازی خان کا اضافہ کر دیا اس طرح یہ دیرہ سے ڈیرہ غازی خان بن گیا۔

سابقہ ڈیرہ غازی خان 1905ء میں دریا برد ہوا اور موجودہ ڈیرہ غازیخان تعمیر ہوا۔

قدیم شہر ڈیرہ غازی خان اور راجن پور ایک ضلع تھے۔

1۔ اس کے قدیم شہر سخی سرور 3000ءق آباد تھا۔

2۔ ہرنڈ 3000ءق م کا قلعہ ہے جسے شاہ ایران نے بنوایا تھا۔

3۔ منگروٹھ 532-231ء ق م کا قلعہ بھی شاہ ایران نے تعمیر کرایا تھا۔

4۔ سیت پور ایشاء کا قدیم ترین دارالحکومت رہا ہے۔

مہابھارت کتاب میں سیت پور کا ذکر ہے دریائے سندھ سیت پور کے مشرق میں بہتا تھا۔اب مغرب میں بہتا ہے 1000ء ق م یہ شہر آباد ہے اور اسے سکندر اعظم نے تباہ کیا بعد میں ایرانیوں اور افغانیوں نے تباہ کیا۔
سنگھڑ (تونسہ) انگریزوں کے دور میں تحصیل سنگھڑ کے نام سے منسوب تھی۔

مور جھنگی ، وہوا، سوکڑ، چوٹی بالا، چوٹی زیریں، دائرہ دین پناہ، نوتک مہمید، معموری اور دلانہ پرانے شہر ہیں کوٹ چھٹہ پرانا شہر ہے اور اسے تحصیل کا درجہ دیا گیا ہے۔

محل وقوع

ڈیرہ غازیخان پاکستان کے وسط میں ہے۔شمال میں صوبہ کے پی کے اور جنوب میں ضلع راجن پور جب کہ یہ تحصیل ڈیرہ غازی خان اور اس کے جنوب میں صوبہ سندھ مغرب میں صوبہ بلوچستان اور مشرق میں صوبہ پنجاب ہے عرض بلد 28:20 اور 31:15 شمال اور طول بلد 69:35 اور 70:59 کے درمیان واقع ہے۔
1998 کی مردم شماری کے مطابق آبادی تقریباً بیس لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔(۱)

ڈیرہ غازی خان کی اقوام

ڈیرہ غازی خان میں سینکڑوں اقوام آباد ہیں ان میں سے چند کا ذکر کیا گیا ہے۔
ڈیرہ غازی خان کی سب سے قدیم قوم ماہیر یا مہیسر ہے چار ہزار سال قبل مہیسر قوم کے کئی شہر آباد تھے۔
سکندر اعظم نے جب اس دھرتی پر حملہ کیا تو کئی شہر تباہ کر دیئے موجودہ ریلوے سٹیشن پائیگاہ ٹھٹھ مہر شہر کا مرکز تھا چار ہزار سال قبل ڈیرہ غازیخان میں ان کی حکومت کا وجود ملتا ہے۔

سرکانی،رستمانی

یہ قوم بھی 1700ء میں چٹ سرکانی گدائی اور روڈور میں روجھان سے آ کر آباد ہوئی ماسٹر مرید حسین سرکانی نے اس قوم کو لغاری قوم کی شاخ لکھا ہے۔

گمب خاندان

یہ خاندان گدائی میں آباد ہے 1872ء کی رنجیت سنگھ کی جمعبندی میں ڈیرہ غازی خان کے جنوبی حصہ اور گدائی اس خاندان کی ملکیت ظاہر ہوتی ہے کہا جاتا ہے کہ اجمیر شریف سے جتی نامہ فقیر نے گمب قوم سے بند مانگا اور انہوں نے بند عطیہ کیا ہے جسے اس فقیر نے آباد کیا جو کہ موجودہ گدائی کہلاتا ہے گدائی کے چھوٹے سے قبرستان میں اس فقیر کی قبر ہے جو کہ جتی بابا کے نام سے مشہور ہے مغلیہ خاندان نے گمب خاندان کو وسیع رقبہ جات دئے تھے سرائیکی خطے میں لودھراں، دنیا پور اور جلال پور پیرانوالہ اور قطب پور میں گمب قوم آباد ہے۔ (۲)

قوم بلوچ

بلوچ قوم علاقہ بلوط سے یہاں آ کر آباد ہوئی مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت سے جب ایران فتح ہوا تو بلوچ قبائل دارالحکومت سے بہت دور تھے۔ فتح ایران کے وقت بہت سے بلوچ قبائل اپنی بھیڑ بکریوں کو لے کر مکران اور بلوچستان کے مختلف علاقوں میں پھیل گئے مکران کی فتح کے بعد کچھ بلوچ قبائل جن میں بزدار، ملکانی، نتکانی، لُنڈ، چنگوانی، لغاری، احمدانی، دریشک، مزاری، بگٹی، مگسی اور بجرانی ٹولیوں کے شکل میں ڈیرہ غازی خان تک پہنچ گئے۔ محمد بن قاسم نے 712ء میں جب ملتان فتح کیا تو یہ قبائل پہاڑوں میں اور ویرانوں رہائش پذیر ہوئے اور اسلامی لشکر سے اپنے آپ کو بچاتے رہے کہ کہیں تصادم نہ ہو۔ بلوچ قوم کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ انڈیا آف اورنگزیب کا مصنف فضل ایم سی سرکار صفحہ نمبر 2 پر لکھتا ہے کہ ہندوستان اور خراسان کے درمیان بفرسٹیٹ قائم ہوئی۔ یہ علاقہ بلوچوں کو دیا گیا تھا۔ ''دامان'' ریاست کہا جاتا تھا۔

1۔ ایران کے بادشاہ زریکس نے 485ء ق م یونان پر حملہ کیا تو 56 اقوام کے لوگ اس کی فوج میں شامل تھے ان میں بلوچ قوم بھی تھی جو شیر کی کھال پہنے ہوئے تھی۔
2۔ شاہنامہ فردوس 558ء-530ء ق م میں بلوچوں کا ذکر ملتا ہے مغلیہ دور تک یہ علاقہ ایران اور افغانستان کے قبضہ میں رہا 1819ء میں سکھوں نے غضب ناک حملے کر کے اسے ریاست پنجاب میں شامل کیا۔
3۔ مسٹر سکیپ ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ میں (ملتانی کہانیاں) میں لکھا ہے کہ حسین خان لنگاہ حاکم ملتان نے سہراب خان کو قلعہ کروڑ کا تھانیدار مقرر کیا تھا۔

ڈیرہ غازی خان کی صوبہ کی سرحدیں شمال میں رمک ٹانک جنوب میں کشمور مغرب میں سبی اور مشرق میں دریائے چناب تک تھیں 800-900 تک یہاں پر میر رندوخان نے حکومت کی میر نوتک خان 620ء میں ایران سے ڈیرہ غازی خان آباد ہوا نتکانی اقوام ضلع مظفر گڑھ اور ضلع لیہ میں آباد ہیں۔

اول نوتک خان منگروٹھ تونسہ کا حاکم بنا انگریزوں نے آکر بتکانی اقوام کا اقتدار ختم کیا اور تمنداری کا حق بھی انہیں نہ ملا تمنداری کا حق مزاری، لغاری، کھوسہ، قیصرانی اور بزدار اور کھتران، گورچانی اور دریشک کو ملا۔

انگریزوں نے بلوچ قوم کو غلام بنانے اور ان کو آزاد فطرت کو ختم کرنے کیلئے تمنداروں کی سرپرستی کی فارورڈ پالیسی کا بنیادی اصول یہی تھا۔ انگریزوں نے سرداروں کو مالا مال کیا اور ان کو جاگیریں دی گئیں طاقت زر، دولت اور اختیارات سے نوازا گیا اس طرح یہ سارا علاقہ انگریزوں کا زرخرید غلام بن گیا۔

سردار کو قبائلی معاشرے میں ہم پوزیشن حاصل تھی خطے میں غربت جہالت اور افلاس تھی مگر سردار بےغم تھے ذاتی مفاد کی خاطر قومی مفاد کو قربان کرتے ہوئے اور بیرونی حملہ آواروں کے اشاروں پر چلتے رہے۔(۳)

جعفر پٹھان

یہ قبیلہ تونسہ علاقہ درگ میں آباد ہے انکا تعلق بھی ایک ہزار سال قبل سے ہے یہ قبیلہ بھی افغانی ہے محمد اعظم جعفر پٹھان چوٹی زیریں میں آباد ہے۔

اس خاندان کو چنگوانی خاندان سے مہمانی دی تھی اس خاندان کے چنگوانی خاندان سے قریبی تعلقات کا اظہار ملتا ہے۔(۴)

فتح خان

کچھ مورخین نے لکھا ہے کہ غازی خان فتح خان اسماعیل خان تین بھائی تھے ان کو مختلف علاقوں میں تعینات کیا گیا ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ اسماعیل خان کے درمیان میں ڈیرہ فتح خان ہے تینوں بھائیوں کی حکومتیں دریائے سندھ کے کنارے پتن پر آباد شہروں پر تھیں فتح خان شہر دریا برد ہونے کے بعد رکھ بیٹ فتح خان میں آباد ہوا رودکوہی نے اس شہر کو ویران کیا اور یہاں ایک بزرگ کی قبر ہے۔ لیکن ڈاکٹر احسان احمد اور ڈینزل ابٹیسن نے غازی خان کو حاجی خان اور فتح خان اور اسماعیل خان کو سہراب خان کا بیٹا لکھا ہے۔

اس علاقہ میں بستی گاڈی ترمن، چورکن بتکانی شامل ہے کہا جاتا ہے یہ ریاست منکیرہ تک جاتی ہے اور منکیرہ کا حکمران بھی نواب محمد خان سدوزئی تھا پرانے آثار منکیرہ، خان پور جنوبی میں ملتے ہیں وہاں بلوچ قبائل آباد تھے بڑے بڑے ٹیلوں پر بلوچوں کی ویرانی کی نشانیاں مٹی کے برتن ٹوٹے ہوئے ملتے ہیں ڈیرہ فتح خان میں عبدالصمد خان عرف گھنڈ خان حکمران تھا قلعہ گھڑانگ فتح پور ضلع لیہ میں ہے۔

سکھوں نے اسے شکست دی اور مارا گیا اور قلعہ گڑانگ میں دفن ہے موجودہ فتح خان میں سردار جموں خان عطا محمد خان اور سردار نذر خان قابل ذکر شخصیات ہیں۔ سر ڈینزل ابیٹسن کی کتاب کا اردو ترجمہ (پنجاب کی ذاتیں) صفحہ نمبر 127 پر لکھتا ہے کہ ملک سہراب خان جو ملتان کے لنگاہ حکمران کا ملازم تھا تین ڈیروں پر غازی خان، فتح خان اور اسماعیل خان کو حاکم

بنایا۔غازی خان کے اہل قبیلہ کومہرانی، فتح خان کے اہل قبیلہ کوکلاچی اوراسماعیل خان کے اہل قبیلہ کوہوت کہتے تھے۔(۵)

سدوزئی خاندان

اس خاندان کے مورث اعلی سدوخان تھے اس خاندان کے جدامجد نواب حاجی شریف خان تھے حاجی مظفرخان ایک سال حاکم ملتان رہا پھرڈیرہ غازی خان آ گئے قابل ذکر شخصیت سردار رحیم داد خان اور نواب حاجی اللہ بخش خان تھے سردار رحیم داد خان ڈیرہ غازی خان میں آنریری مجسٹریٹ 1940 تا1947 رہے دیانت داری،شرافت اورصداقت سے اعلی مقام حاصل کیا انگریزی دور میں اس خاندان کو بڑی عزت اور مقام حاصل تھا نشتر کالج ملتان کا رقبہ بھی سدوزئی خاندان نے مفت عطا کیا تھا۔(٦)

کھتران خاندان

ڈیرہ غازی خان میں ناہڑاورکھتران دونوں افغان ہیں ناہڑخاندان راجن پورسیت پور، چوٹی بالا ، چوٹی زیریں ،داجل، جام پورفاضل پور پر قابض رہے۔دلانہ،وڈور،وہوا کا علاقہ بھی کھتران کے زیراثر تھا کچھ کھترانون کودلانہ،وڈور، چوٹی بالا سے بھگایا گیا تو یہ کچھ قبیلے،رکنی بارکھان میں آبادہوئے جن میں ہوتانی بلیانی،علیانی قابل ذکر ہیں یہ سب اپنے آپ کو بلوچ کہلواتے ہیں یہ قبیلہ 200ق م میں ڈیرہ غازی خان آ کرآباد ہوا تھا۔اس خاندان میں رب نواز خان،اللہ نواز خان ،سردار عالم خان، جہانگیرخان،اورنگ زیب خان،عصمت اللہ خان، فاروق خان،سعیداللہ خان قابل ذکراشخاص ہیں سردار رب نواز خان اس قبیلہ کے انگریزوں کی طرف سے مقررہ کردہ آخری تمندار تھے اس قبیلے میں سلطان نورنگ ایک روحانی بزرگ تھے۔(۷)

لغاری خاندان

1519ء جنگ نامہ دہلی میں صفحہ نمبر 163 میں لکھا گیا ہے کہ ہمایوں جب دربارتخت دہلی پر بیٹھا تو میر چاکر خان دوم اس کے ساتھ تھا جو بلوچوں کا سردار تھا کچھ لوگ جو جنگ سوریوں کے وقت بھاگے تھے ان کو لایا گیا تو ہمایوں نے پوچھا یہ کون ہیں میر چاکرخان نے کہا کہ ''ماءلغارہ'' کہا جاتا ہے ان لوگوں میں سے ایک ایلی نامی شخص تھا جن کا تعلق ایلیانی قبیلہ سے تھا۔

ایلیانی سے علیانی اور بعد میں لغاری قبیلہ مشہور ہوا1838ءتک اس خاندان کی کوئی جائداد نہ تھی بعد میں انگریزوں نے لاکھوں ایکڑ زمین اس خاندان کو دی مورخین نے لکھا ہے ہمایوں نے میر چاکرخان کوسوری خان کے ساتھ جنگ میں فتح پر بہت بڑ جائیداد سے نوازا تھا میر چاکرخان کا مقبرہ ست گھرونزداوکاڑہ میں ہے میر چاکرخان کے اٹھارہ بیٹے تھے سب سے بڑا بیٹا میران خان ملتان میں لڑتا ہوا مارا گیا پیرخورشید کالونی ملتان میں میرن شاہ کے نام سے قبر ہے گیارہ بیٹے ہمایوں کا

ساتھ دیتے ہوئے مارے گئے اور سات بیٹے باقی بچے ہیں اس نسبت سے ست گھرو کے نام سے مشہور جگہ ہے۔(۸)

ناہڑ لغاری خاندان

یہ قبیلہ ناہڑوں اور کھترانوں کے پھلی لغارتھی 1752ء میں سکھوں اور بعد میں انگریزوں نے جب ڈیرہ غازی خان پر قدم جمائے تو ان کا تمن لغاری قائم ہوا بارکھان ناہڑ کوٹ میں لغارکوٹ مشہور ہے آج کل لغاری قبیلہ چوٹی زیریں بالا اور فورٹ منروسب سے آباد ہے ان کے سردار فاروق احمد خان لغاری صدر پاکستان رہ چکے ہیں۔(۹)

دریشک

یہ قوم غازی خان سے پہلے راجن پور اور ڈیرہ غازی خان مین آباد تھی ان کا جدامجد دریشک خان محمود خان گجر نے انہیں راجن پور، جلال پور، غوث پور، شاہ پور اور دنیا پور میں بہت سے چاہات (کنویں) دیئے۔(۱۰)

جسکانی

یہ قوم سرائیکی خطہ کی قدیم قوم ہے ان کا تعلق آریہ نسل سے بتایا جاتا ہے جو ڈیرہ غازی خان اور اس کے مضافات قصبہ جات میں بطور کاروباری رہائش پذیر ہیں۔ یہ قوم ڈیرہ غازیخان ضلع لیہ میں آباد ہے۔ سردار محمد رضا خان جسکانی جو تحصیل لیہ میں ذیل دار رہے ہیں۔ اس وقت موجود سردار امان اللہ خان، سردار علی حسین خان، سردار شجاعت علی خان، سردار محمد کامران خان اور سردار محمد عمران خان معزز شخصیات ہیں۔(۱۱)

لاشاری

یہ قدیم بلوچ قوم ہے رندوخان ان کا جدامجد تھا ان کی حکومت کی تباہی کے بعد یہ قوم تتر بتر ہوگئی اور اب یہ قوم ضلع ڈیرہ غازی خان میں آباد ہے ان کے علاوہ ڈیرہ غازی خان کی دیگر اقوام سے چغتائی، آرائیں، راجپوت، شیخ ہیں سادات، جیلانی ،گیلانی قابل ذکر ہیں۔ تالپور، کچھیلا، لنگاہ، کھوکھر، جھکڑ اور دستی اقوام بھی آباد ہیں۔(۱۲)

لُنڈ

سکھوں کے دور میں لُنڈ سردار فضل علی خان نے رنجیت سنگھ کی بھرپور مدد کی اور بزداروں نے جنگ لڑی گئی اور وہ جنگ بزداروں نے فتح کی فضل علی خان کے بعد غلام حیدر، محمد خان، احمد خان نورنگ خان سردار ہوئے اور 1907ء میں وفات پائی میوہ خان لنڈ نے ٹبی لنڈاں قلعہ ہڑند میں جا کر فوجی دستہ میں شامل ہوگئے۔

میوہ خان کی وفات کے بعد حاکم ہڑند نے کاہارودکوہی کے ساتھ میوہ خان لُنڈ کو رقبہ عطا کیا اور ٹبی لُنڈان کی بنیاد رکھی

۔لشکر خان لُنڈ اور اکرم خان کے بعد محمد خان سردار بنا۔ ان کے بعد مسو خان لنڈ ا اس کے بعد مٹھا خان اور بخش خان اور مزار خان لنڈ سردار بنا حاجی محمد خان کے بعد سردار افضل خان لنڈ سردار بنا لنڈ قبیلہ شادن لنڈ اور ٹبی لنڈ ان میں آباد ہے سردار محمد خان معروف شادن خان نے شادن لنڈ آباد کیا اور موجودہ سردار جاوید خان لُنڈ ہیں۔(۱۳)

بزدار

یہ قدیم قبیلہ ہے زیادہ تر ٹرائبل ایریا میں مقیم ہے۔مغل حکومت کے ساتھ سالانہ 8 سو من غلہ اور 960 روپے وظیفہ سرحدی دفاع تیار ہے 32 کنواں کی معافی بھی حاصل تھی بزدار قوم نے 1780ء میں میختر پر حملہ کیا اور کھتران قبیلہ کو شکست دی تھی بزداروں اور سکھوں کی بڑی لڑائی ہوئی بزداروں کو فتح حاصل ہوئی دیوان ساون مل نے سکھوں پر حملہ کیا اور شکست فاش ہوئی سکھوں نے صلح کی اور دو ہزار نقد اور سالانہ 4332 روپے وظیفہ حاصل کیا سکھ حکومت تک یہ وظیفہ ملتا رہا انگریزوں نے سابقہ مرعات ختم کر دیں اس طرح بزداروں نے عمر کوٹ، وڈور اور یارور پر حملہ کیا۔

1857ء میں انگریز گورنر نے فوجی کاروائی کا حکم دیا تو کافی قتل و غارت ہوئی۔

14 مارچ 1857ء میں بزدار قبائل نے صلح کی سردار ارشد خان اور نورنگ خان انگریز کمانڈر کے کے ہاں پیش ہوئے اور کڑی شرائط مان کر صلح کی۔سردار عطاء محمد خان قابل ذکر شخصیت ہوگزری ہے۔سردار جمال خان اول نے بھی اُن کی حمایت کی تھی۔

سردار عطا محمد خان بزدار قائداعظم سے ملے تھے اور قائداعظم نے 1945-46 میں ان کی کامیابی پر کہا تھا۔

Well done my boy I am proud of

قائداعظم کے یہ الفاظ بزدار قوم اور ڈیرہ غازی خان خصوصاً تحصیل تونسہ کے لیے یقیناً فخر کا موجب ہیں سردار دوست محمد خان نہایت نفیس آدمی تھے موجودہ حکمرانوں موجودہ سرداروں میں سردار فتح خان بزدار، عثمان خان بزدار، جعفر خان بزدار ٹرائبل ایریا کے تحصیل ناظم اور یارتھی تحصیل تونسہ میں قیام پذیر ہیں بزدار قوم کو مختلف پھلیاں ہیں جن میں بجرانی، احمدانی ،ملکیانی قابل ذکر ہیں۔(۱۴)

ملغانی

سردار نوتک خان آمد ڈیرہ غازی خان بمعہ قبیلہ 680ء پندرہ پشت بعد میں تین بیٹے ملغ خان، کارت خان اور میرو خان تھے ملغ خان 900ء میں حاکم رہا اس کے پندرہ پشت بعد کارت خان کی پھلی میں سرداری چلی گئی اسد خان 1800ء تک حاکم رہا 1847ء میں حاکمیت ختم ہوئی اور منگروٹھ میں دفن ہے یہ قبیلہ ملغ خان کی اولاد ہے جن کی اولاد قصبہ سوکڑ، قصبہ نتکانی، جھوک لڑا میں آباد ہے اس کی اولاد نوتک مہمید اور شیرو میں آباد ہے انگریزی دور میں سردار اسلم خان

نے تمن داری قبول نہ کی اور جلاوطن کر دئے گئے تھے ان کا مقبرہ سرکاری قبرستان کابل میں ہے ان کی اولاد میں سردار اعظم خان ہے جو کہ صوبائی وزیر رہ چکے ہیں سردار اکرم خان موجودہ سردار ہیں یہ قوم بڑی ذہین قوم ہے ملک اور بیرون ملک بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں شرح خواندگی 100% ہے یہ قوم سندھ اور بلوچستان میں بھی آباد ہے محکمہ تعلیم ڈیرہ غازیخان میں غلام محمد خان ملغانی ڈائریکٹر، غلام صدیق خان، چیئرمین بورڈ تعلیمی ڈیرہ غازی خان، نصیر احمد خان پرنسپل اور منظور احمد خان ڈپٹی ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ H/S سکول نمبر 1 میں اعلی خدمات انجام دے چکے ہیں الہی بخش سیکرٹری بلوچستان، طارق خان ملغانی ڈپٹی سیکرٹری بلوچستان رہ چکے ہیں موجودہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ڈیرہ غازی خان کے M.S ڈاکٹر موسیٰ کلیم خان ہیں اور پنجاب ایڈز پروگرام جنوبی پنجاب کے انچارج ڈاکٹر اسماعیل ثقلین خان ملغانی ہیں ان کی کتاب خاموش دل چھپ چکی ہے ذکاالدین انجم ملغانی مشہور معروف شاعر ہیں اور اعلی عہدوں پر فائز ہیں موجودہ پاس پورٹ آفس ڈیرہ غازی خان کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر انجم خان ملغانی ہیں اس شعبہ میں محمد اقبال خان ملغانی بھی اپنی خدمات دیانت داری سے انجام دے رہیں اقبال خان سوکڑی بھی صدارتی ایوارڈ یافتہ ہیں اور سرائیکی کے مشہور شاعر سوکڑ سے تعلق رکھتے ہیں۔(۱۵)

مزاری قبیلہ

یہ قبیلہ راجن پور اور روجھان میں آباد ہے اور بلوچ ہیں اور مزار خان کی اولاد میں سے ہیں ان کے سردا بلخ خان مزاری قائم مقام وزیر اعظم پاکستان رہ چکے ہیں چوہدری رحمت علی نے پاکستان کا نام دیا وہ 1922 تا35 تک مزاری ریسٹ ہاؤس میں رہے اور سردار بہرام خان مزاری کے اتالیق رہے۔ بلوچ قوم کی دوسری پھلیاں پر ہیں جو کہ ڈیرہ غازیخان میں آباد ہیں مثلاً ہر یالی، کلیانی، جلبانی، بغلانی، کورائی لنگانی سکھانی، سہرانی اور بندوانی ہیں۔(۱۶)

کھوسہ

سکھوں اور انگریزوں نے ڈیرہ غازی خان پر قبضے کے بعد تمن کھوسہ قائم ہوا کہا جاتا ہے اسی لڑائی میں اس قوم کے بڑے کو ڈھونڈتا گیا تو اسے پہاڑ کے سایہ میں سویا ہوا تھا پایا گیا تو اس طرح کوہ سہ کے نام سے اسے مشہور کر دیا گیا کھوسہ سرداروں میں ذوالفقار علی خان کھوسہ، سردار دوست محمد خان کھوسہ، سردار سیف الدین خان کھوسہ قابل ذکر ہیں۔ اور معتبر شخصیت ہیں اِس خاندان کی مختلف پھلیاں ہیں جن میں جیانی، حملانی، بلیلانی، میرانی، وڈانی، سرکانی، مہرانی، جروار، چھینگل، عمرانی، کھلول وغیرہ۔(۱۷)

قیصرانی قبیلہ

یہ قبیلہ دراصل ایرانی ہے اِن کا جدامجد قیصر خان سے ملتا ہے اِس طرح قیصرانی کہلائے سکھ اور انگریز دور میں عروج وزوال دیکھے۔ منظور احمد خان، ظہور خان، میر بادشاہ خان، اورنگ زیب خان قابل ذکر شخصیات ہیں۔ یہ قبیلہ تحصیل تونسہ

شریف میں پھیلا ہوا ہے اِس طرح سردار دلشاد احمد خان دلشادوانی کہلاتے ہیں اِس سردار کے پسران میں محمود خان، لعل خان، بڈھن خان ہیں جو کوٹ قیصرانی میں آ کر آباد ہوئے تحصیل تونسہ کا واحد شہر کوٹ قیصرانی ہے جہاں غازی خان کی یاد سے ایک کنواں موجود ہے اِس کنواں کے گرد سینکڑوں گھرانے آباد ہو گئے ہیں جن میں لشاری، مغل، منجوٹھہ، سید اور قاضی شامل ہیں۔ مغلوں کا پیشہ کپڑا بننا، تیر کمان سے شکار کرنا تھا کہتے ہیں کہ ایک مغل غلامی کنواں کے نزدیک بیٹھا رہتا اور صحیح وقت بتایا کرتا تھا بعض افراد کھلے آسمان کو دیکھ کر بادلوں اور بارش کے متعلق صحیح پیشگوئی کر سکتے تھے بارش کب ہونی ہے۔ 1849ء میں انگریزوں اور مٹھا خان قیصرانی بمقام ٹبی قیصرانی معاہدہ ہوا اور قیصرانی قبیلے کے سردار بن گئے۔ 1862ء میں ٹبی کے سردار کوڑا خان نے ڈیرہ اسماعیل خان کے ڈپٹی کمشنر مسٹر گیری کو اغواء کر لیا سردار فضل علی کی والدہ بزدار قوم کی تھی مسٹر گیری کو پہاڑوں میں لے جانے کا بندوبست کیا پھر یہ علاقہ 1870ء میں ڈیرہ غازیخان میں شامل کیا گیا اِس سے پہلے ڈیرہ اسماعیل خان میں شامل تھا۔ 1877ء میں سرداری نظام قائم ہوا۔ سردار کا بیٹا سردار ہو گا جرگہ مقرر کئے گئے سرداروں کو مجسٹریٹی اختیارات دیئے گئے 1949ء تک اختیارات حاصل رہے 1988ء میں سردار ظہور احمد خان اپنی قوم کے پہلے سردار منتخب ہوئے۔ انگریزی دور میں سردار فضل علی خان قانونی طور پر سردار تھے۔ 1917ء میں سردار فضل علی خان رخصت ہوئے۔ 1929ء میں سردار شیر بہادر نے چھوٹی سی بستی جو کہ کوٹ قیصرانی سے مشرق میں ہے شیر گڑھ کی بنیاد رکھی اِن کے بعد سردار محمود خان اور پھر سردار امام بخش خان تھے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ سردار امام بخش خان نے قبل پاکستان 20 سال تک خاموشی اختیار کر رکھی تھی۔ 1964ء میں وفات پائی۔ سردار امیر محمد خان، منظور احمد خان تمن دار رہے۔ اب ان کے پوتے سردار میر بادشاہ خان قیصرانی ایم پی اے تحصیل تونسہ شریف ہیں۔(۱۸)

جتوئی

یہاں خاندان یہاں کا قدیم ترین خاندان ہے۔ یہ خاندان غازیخان کے زمانے میں مختلف مواضعات میں آباد ہوئے تھے مظفر گڑھ، علی پور، جتوئی میں بھی بہت سے خاندان آباد ہیں۔ غوث آباد، جھوک اُترا اور ڈیرہ غازی خان شہر میں بھی یہ خاندان آباد ہے۔

سر ڈینزل ابٹیسن کی کتاب ''پنجاب کی ذاتیں'' اردو ترجمہ میں لکھا ہے ایران سے آخری ہجرت کے وقت سردار جلال خان تھا اس کے چار بیٹے تھے۔ رند، ہوت، لاشاری اور کورائی اور ایک بیٹی جاتو تھی۔(۱۹)

قیام پاکستان اور غدر

14-15 اگست 1947ء میں ڈیرہ غازیخان کے پرانے قصبوں میں یہاں ہندوں آباد تھے وہاں قتل و غارت شروع ہوئی جن میں چوٹی زیریں، جھوک اُترا، معموری، پائیگاں، یارو، کوٹ چھٹہ، ڈیرہ غازیخان، تونسہ شریف اور وہوا ایسے

شہر ہیں جہاں ہندو بڑی تعداد میں آباد تھے اور پھر وہ یہاں سے بذریعہ ٹرین واگہ باڈر ہندوستان چلے گئے۔(۲۰)

چنگوانی

یہ قوم ڈیرہ غازیخان کی تاریخ میں بڑی اہمیت کی حامل ہے اِن کی تاریخ بہت قدیم ہے۔مختلف روایات میں ملا ہے کہ علیانی،اور چنگوانی دو بھائی تھے۔علیانی چوٹی زیریں میں اور چنگوانی پائیگاں میں آباد ہو گئے۔یہ قوم مظفر گڑھ اور سندھ میں بھی آباد ہے۔چنگوانی خاندان کا آخری سردار گوہر خان چنگوانی تھا اِن کا زمانہ 1650ء سے 1900ء تک ملتا ہے۔چوٹی زیرین سے دو کلومیٹر دور مغرب میں قلعے کے آثار ملتے ہیں جہاں مانہ خان احمدانی نے گوہر خان کے ساتھ جنگ کی تھی اور شہر چوٹی زیریں کو لوٹ لیا گیا تھا احمدانی بزدار قبیلے کی ایک شاخ ہے۔(۲۱)

بدوئی

بدوئی قوم بلوچ قبائل کی ایک پھلی ہے یہ قوم کوٹ چھٹہ، پائیگاں،شاہ جمال اور سندھ میں آباد ہے ڈیرہ غازیخان میں اِس قوم کے چیف غلام غوث ہیں۔(۲۲)

ہوتانی

یہ خاندان دراصل کھتران افغان پٹھان ہیں۔1600ء سے قبل تحصیل تونسہ شریف میں آکر آباد ہوا تھا۔سردار ہوت خان قابل حکومت میں اہم عہدے پر رہا ہے۔یہ خاندان ڈیرہ غازیخان میں اچھے خاصے رقبے کے مالک ہیں۔

محمد بن قاسم نے مسلمان ہونے پر کچھ لوگوں کو سید کا خطاب دیا تھا۔مصنف احمد علی کوفی لکھتا ہے کہ محمد بن قاسم نے سندھ میں آباد لوگوں کو جو کہ برہمن یا دوسری نسل کا تعلق رکھتے تھے انہیں سید کا خطاب دیا اور اِس طرح وہ سادات کہلاتے ہیں۔جبکہ عربی لوگ اپنے آپ کو شیخ یا ملک کہلوانا پسند کرتے ہیں۔(۲۳)

لفظ شاہ

لفظ شاہ ایران اور افغانستان والے پسند کرتے ہیں اپنے نام کے ساتھ لکھتے تھے سندھ اور ہندوستان میں آباد ایسے لوگ بھی اپنے آپ کو سید کہلوانے شروع ہو گئے کچھ لوگ ہجرت کر کے دوسری جگہ گئے تو اپنے آپ کو سید بادشاہ کہلوانا شروع کر دیا۔

صدیقی

جب اسلامی تحریکیں چلیں تو کچھ لوگوں نے اپنے آپ کو صدیقی کہلوانا شروع کیا اور وہ حضرت ابو بکر صدیق کی پیروی کرتے ہیں اور صدیقی کہلوانے لگے کچھ لوگ حضرت علی کی پیروی کرتے تھے تو وہ شیعہ کہلوانے لگے اور اپنے آخر میں

عثمانی صدیقی شیعہ لکھتے اور بعد میں سید کہلوانے لگے۔

قریشی

ڈیرہ غازی خان بہت سے ذاتیں اپنے آپ کو قریشی کہلواتی ہیں 1872 کے مال ریکارڈ کے مطابق یہ اقوام دراصل لنگاہ، بھٹی، ارائیں، کھنڈ، میرانی اور ماچھی ہیں یہ لوگ اس دھرتی کے قدیم لوگ تھے اور وہ سید یا قریشی بن چکے ہیں

اصل سید

جو بزرگ بغرض تبلیغ اسلام بغداد سے یہاں تشریف لائے اور تبلیغ اسلام کیلئے درس گاہیں قائم کیں اور آباد ہوگئے یہ بزرگان دیں اپنے آپ کو سید لکھواتے تھے اس زمانے میں یہ لفظ سید مظلومیت کا لفظ سمجھا جاتا اور اب یہ لفظ بڑا متبرک اور اونچے مقام والا ہے اور قابل احترام ہے جو بزرگان دیں یہاں آئے تو عربی نسل تھے۔

گیلانی

بغداد کے بزرگ گیلانی صاحب تھے جو ان کی بیعت ہوئے گیلانی کہوائے ان کی اولاد شیخ کی بجائے سید یا گیلانی لکھوانے لگی۔

جیلانی

حضرت عبدالقادر جیلانی جو کہ بغداد کے مشہور بزرگ ہیں وہ حسنی اور حسینی سید ہیں ان کی بغداد میں بہت بڑی درسگاہ تھی ان کی درسگاہ سے جو فیض یاب ہوئے ان کی ہدایت کے مطابق وہ ہندوستان میں آئے اور تبلیغ اسلام کی جو بزرگان دینے یہاں آئے وہ جیلانی کہلاتے تھے یہ لوگ 1100 تا 1600 تک یہاں آتے رہے اور تبلیغ کرتے ہوئے اب ڈیرہ غازی خان میں جو سادات اور شاہ خاندان ہیں۔

ان میں غلام نبی شاہ، کوٹ چھٹہ، تعمیر شدہ 1700 ہے ان کی مختلف تاریخ روایات ہیں جو ان کی اولاد اپنے آپ کو کہلواتی ہے آدھی اہلسنت اور آدھی شیعہ ہے۔(۲۴)

گدائی کا سادات خاندان

یہ خاندان سولویں صدی میں گدائی میں آباد ہوا غازی خان کے پوتے جلال خان نے موضع شیر آباد کیا اور اپنے لنگر خانہ جاری کیا یہاں جتی فقیر ایک کنواں تھا اور یہاں ایک فقیر جو سخی سرور سے آیا اور آباد ہو گیا اس طرح مختلف روایات ملتی ہیں یہاں پیر امیر شاہ کا مزار بھی ہے ان کی جد امجد سرخ پوش، جلال الدین اوچ شریف سے جا ملتی ہے پیر امیر شاہ کا خاندان

غازی خان اول کے زمانہ میں یہاں آباد ہوا تھا۔

رائے دیواجی ،رائے سہی راس ،رائے مہاس اور راجہ داہر حکم رہا۔راجہ داہر نے جب شادی کی تو یہ علاقہ ہرنڈ کے حکمران کو دے دیا گیا۔

راجہ داہر دیورائے مشہور تھا اس کی وجہ سے دیبل میں زلزلہ آیا تھا یہ شہر مکمل تباہ ہو گیا۔

سوہرہ خاندان سومرہ خان 750-1333 تک اس علاقے میں یہ حکمران آخری حکمران بھونگر سوم تھا۔(۲۵)

سادات بستی عظیم

بستی عظیم تحصیل تونسہ شریف اور شاہ پور دور ہٹہ لیہ کے سادات گھرانے پیر حضرت قادر شیر جن کا مقبرہ شاہ پور دور ہٹہ لیہ میں ہے کی اولاد ہیں دریائے سندھ کے مغربی اور مشرقی طرف اُن کے وسیع رقبہ جات ہیں ۔اُن کے مریدین جمالی خاندان ہے ۔سابق وزیر اعظم میر ظفر اللہ جمالی بھی مریدوں میں شامل ہیں ۔جو کہ کئی دفعہ بستی عظیم آ چکے ہیں ۔ان سادات میں حیدر نواز شاہ مرحوم مشہور و معروف ہستی رہی ہیں ۔ان کے علاوہ سید منیر حسین شاہ ،شملہ شاہ اور کرم حسین شاہ بھی قیام پاکستان سے قبل اور بعد میں حلقہ مریدین کافی رکھتے تھے اور بہت مشہور تھے ۔بستی عظیم میں موجود سید انیس الحسنین شاہ ،عاشق حسین شاہ ،سید مشتاق حسین شاہ ڈائریکٹر واپڈا ان کے والد گرامی سید گلزار حسین شاہ صاحب ہیں ۔میر ظفر اللہ جمالی (سابق وزیر اعظم پاکستان) اُن کے مریدین میں شامل ہیں ۔(۲۶)

ارائیں برادری

یہ قوم 712 عیسوی چھ ہزار سپاہ پر مشتمل تھی اور محمد بن قاسم حملہ سندھ میں ساتھ تھی ۔ان کا آبائی وطن شام کے علاقہ اریحا ہے ان کی جد امجد سلسلہ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب سے ملتا ہے یہ برادری تقریباً برصغیر میں آباد ہے ۔زیادہ تر لوگ سندھ اور پنجاب میں آباد ہیں لیکن ڈی جی خان کے قرب و جوار میں بھی زیادہ آباد ہیں ان کا پیشہ کھیتی باڑی تھا۔شہر ڈی جی خان میں محمد شفیع صاحب ،حنیف ارائیں برادری ڈی جی خان میں رہے ہیں ۔یہ لوگ محنتی ،مذہبی اور ملن سار اور انسانی حقوق کا پرچار کرنے والے ہیں ۔شہر کے مشہور زرگر برادری کے چیف علی اصغر ،زین العابدین ،مزمل شہزاد نہایت معتبر شخصیات میں شمار کیے جاتے ہیں ۔(۲۷)

علوی خاندان

یہ خاندان المعروف قاضیان جن کا جد امجد حضرت عون قطب شاہ بغدادی جو دربار غوث الاعظمؒ بغداد کے خلیفہ تھے ۔شہر ڈی جی خان کے قاضی شہر رہے ہیں ۔ان کے خاندان حافظ محمد شجاع المعروف حضرت حافظ میاں سجاول جو کہ غازی خان

ششم المعروف چاکرخان دوئم کی اولاد کے اتالیق تھے۔ان کی اولاد میں قابل قدر اور معززین حافظ محمد اور حافظ کتب دین مشہور رہے ہیں۔حافظ محمد کی اولاد میں حافظ محمود صاحب، حافظ میاں نور محمد القاضی، حافظ میاں احمد عظیم ہستیاں تھیں جو مذہبی و دینی لحاظ سے بہت مشہور رہیں ہیں۔ان کی اولاد میں حافظ قاضی پیر عبدالرحمان جن کے نام پر دراہمہ مشہور ہے۔حافظ میاں محمد اور حافظ قاضی قطب دین قاضی شہر ڈی جی خان رہے ہیں۔

حافظ میاں محمد کے بیٹے علامہ عبدالرزاق القادری کے مشہور و معروف بیٹے قاضی غلام یٰسین ڈی جی خان کے 1896ء میں قاضی شہر مقرر ہوئے تھے جن کے نام پر حضرت احمد رضا خان بریلویؒ کے ساتھ خط و کتابت بھی موجود ہے ۔قاضی عبداللہ علوی نقشبندی جو کہ مفتی اعظم ہیں۔ان کی نعت کی کتاب ''نظم الدرد'' فی شرح الفقہ الاکبر سعودی عرب کے شہر مکۃ المکرّمہ اور مدینۃ المنورہ میں پڑھی جاتی ہیں اور شائع ہوتی رہی ہیں۔ان کی سو سے زیادہ تصانیف عربی، فارسی، سرائیکی اور اردو میں تصانیف ہیں۔انہوں نے اگست 1985ء میں ڈی جی خان میں وفات پائی۔اُن کی اولاد میں مشہور ہستیاں قاضی قمر الدین مرحوم، مولانا مفتی قاضی شمس الدین اور قاضی فضل الدین ہیں۔قاضی قمر الدین کی اولاد میں مولانا قاضی عبدالقیوم، قاضی عبدالعظیم، قاضی صدر الدین مشہور و معروف وکیل ڈی جی خان ہیں اور شہاب الدین علوی مشہور و معروف شخصیت ہیں۔(۲۸)

لنگاہ

1448ء میں ملتان پر سلطان قطب الدین لنگاہ کی حکومت تھی گورنر ٹھٹھہ نے رانی پور کو ناظم اعلیٰ مقرر کیا اور اس طرح یہ حکمران میرانی کہلوائے حسین خان لنگاہ کو لوگوں نے شکایت کی یہاں کے لوگوں کو لوٹ لیا جاتا ہے تو انہوں نے حاجی خان کے بیٹے غازی خان کو 1484 میں پتن دیرہ اور فتح خان کو پتن بیٹ فتح اور اسماعیل خان کو دوسرے پتن پر تعینات کیا۔اس خاندان نے ڈیرہ پر 182 سال تک حکومت کی حاجی خان، حسین لنگاہ کی فوج میں بطور کمانڈر تھا جو بھی بادشاہ بنتا تھا وہ غازی خان لکھواتا تھا۔(۲۹)

سر ڈینزل ابٹیسن کی کتاب (پنجاب کی ذاتیں) اردو ترجمہ یاسر جواد نے غازیخان کو حاجی خان اور فتح خان اور اسماعیل خان کو سہراب خان کا بیٹا لکھا ہے۔سہراب خان قلعہ کروڑ کا تھانیدار تھا۔

مثلا............!

جہاں خان	دوم غازی خان	مبارک خان	غازی خان ہفتم
سنجو خان	حاجی دوم خان	میر عالم	حاجی خان ہفتم
عالم خان	غازی خان	غازی خان	غازی خان ہشتم

دادخان	حاجی خان سوم	
ہیبت خان	غازی خان چہارم	1769 میں بحکم شاہ ایران
گدائی خان	حاجی خان چہارم	غلام شاہ کلہوڑہ نے گرفتار کیا
غازی خان	غازی خان پنجم	قید قلعہ حیدرآباد میں بند کروایا
حاجی خان	حاجی خان پنجم	اور 1772 میں وہاں وفات پائی
چاکرخان	غازی خان ششم	
کمال خان	حاجی خان ششم (۳۰)	

نادرشاہ

1746 میں نادرشاہ نے نواب صادق بہاولپور سے شکار پور پرحملہ کر کے قبضہ کرلیا اور ڈیرہ غازی خان پر قبضہ کر کے سیت پور کا مخدوم راجن پور کو گورنر بنایا۔ (۳۱)

سلطان محمود غزنوی

سلطان محمود غزنوی نے ڈیرہ فتح کیا اور ملتان فتح کیا اس کی حکومت کے زوال کے بعد کئی حکمران آتے رہے ۔(۳۲)

ڈیرہ غازی خان پر ناہڑ خاندان کی حکومت

سیت پور، جام پور، اور کشمور کا علاقہ بہلول لودھی نے سلام خان ناہڑ کو دیا تھا اور 1520 میں مغلیہ دور آیا اور ناہڑ اور دریشک مزاری، گورچانی ان کے ماتحت ہوئے اور لگام دیتے تھے ان کے آپس میں جھگڑے ہوئے جنگیں ہوئیں اور اس طرح بالآخر سکھوں کی حکومت آ گئی ۔(۳۳)

رنجیت سنگھ

1819 میں مسلمانوں کا بہت خون بہایا اور یہاں قابض ہوئے سکھ حکومت اس کے بعد انگریز آئے اور انگریز جرنیلوں نے یہاں آکر حکومت کی اور مختلف جرنیل آتے رہے اور حکومت کرتے رہے۔(۳۴)

ڈیرہ غازی خان میں دربار

خاندان گیلانی دربار قادریہ

یہاں سید احمد علی کا مزار ہے ان کا جد امجدؒ حضرت شاہ کمال جن کا مزار کیتھل شریف ہندوستان میں موجود ہے جن کی وفات 891ء میں ہوئی سید احمد علی گیلانی ملتان سے ڈیرہ غازی خان 1950ء میں آئے اوران کی وفات 1962 میں ہوئی یہی ان کا مزار ہے یہ بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے۔

حضرت ملا قائد شاہ

ان کا مزار غازی خان کے مقبرہ کے ساتھ بلاک چورہٹہ کے قریب ہے ان کی مختلف تاریخ ملتی ہے کچھ روایات ہیں ایک چھوٹا سا لڑکا تھا جو چورہٹہ کنواں جو کہ ٹکن والا میں موجود ہے اس پر چار بیل راہٹ تھے ایک جوڑی بیلوں کھکھل قوم کی تھی ان کی گادھی پر آ کر بیٹھ گیا اور انہوں نے اپنے پاس رکھ لیا اوران کے مال مویشی چراتا تھا موجودہ مقبرہ کے جنوبی طرف ایک درخت جال کا ہے ایک دن وہاں سویا ہوا تھا سایہ مشرقی طرف کی بجائے مغربی طرف تھا جہاں ملا قائدہ شاہ سویا ہوا تھا اور ایک گائے کا بچھڑا ابھی ساتھ بیٹھا ہوا تھا غازی خان ملا قائدہ شاہ جو کہ لڑکا تھا اس کو اٹھوایا اور جال کی مشرقی طرف لے گئے تو جال کا سایہ مشرقی کی طرف چلا گیا اس طرح غازی خان نے اپنا پیر بنا لیا اور اپنے ساتھ ڈیرہ پر لے گیا۔

دوسری تاریخ میں ملتا ہے کہ ڈیرہ میں جب سنی ،شیعہ فسادات ہوئے تو غازی خان چہارم نے حکومت چھوڑ دی اور لشکر خان میرانی کو دے دی اور جھنگ کے علاقہ میں جا کر آباد ہوا۔

بعض مورخین نے شاہ جہاں کے زمانہ کی بات لکھی ہے ڈیرہ غازی خان میں سنی ،شیعہ،فسادات ہوئے اور ملا قائدہ شاہ نے دہلی جا کر یہ ثابت کیا کہ گل نسیم سندھ سے آیا ہوا ہے اور صحابہ کرام کے بارے میں غلط باتیں کہتا ہے اور اس کے سر قلم کرنے کا حکم لے کر آئے غازی خان نے سر قلم نہ کرنے کی درخواست کی ملا قائدہ شاہ نہ مانے اور گل نسیم کو چورا ہے پر سر قلم کر دیا جائے اور غازی خان کو ڈر پیدا ہوا گیا اور ملا قائد شاہ کو زہر دلوائی غازی خان دور بابر بادشاہ کا دور لکھا ہے مختلف روایات میں اللہ پاک بہتر جانتا ہے۔(۳۵)

پیر عادل

میاں عادل ایک انصاف پسند اور عادل بزرگ تھا عدل کی خاطر اس نے اپنے بیٹے غیاث الدین کی گردن ماردی تھی خواجہ نظام الدین تونسوی بھی مہینہ میں ایک بار تونسہ شریف سے گھوڑوں پر پیر عادل آتے ان کا میلہ ہر سال لگتا ہے اور عرس

ہوتا ہے۔(۳۶)

شاہ صدر دین

غازی خان نے سید مشہدی کو یہ قطعہ زمین مفت عطا کیا تھا۔اور اب ایک بڑا قصبہ سپر ہائی وے کے مشرقی طرف آباد ہے اور شاہ صدر دین کا مقبرہ سڑک کے مشرقی جانب ہے۔یہاں تمام اقوام کے لوگ بستے ہیں زیادہ تر آبادی دستی قوم کی ہے سادات بھی آباد ہیں اور کھوسہ قوم کے لوگ بھی کافی تعداد میں آباد ہیں اِن کا میلہ ہر سال منعقد ہوتا ہے۔(۳۷)

سخی بور بخش

چوٹی بالا کے علاقہ میں ایک مقبرہ ہے اس کے متعلق عجیب کہانیاں ہیں اس مقبرہ کے اردگرد کافی آبادی ہے۔(۳۸)

حاجن مراد

جام پور روڈ پر چوٹی زیریں کے جنوبی مشرف طرف ایک مقبرہ ہے یہ فقیر عوام الناس کی خدمت کرتا تھا۔(۳۹)

طیب سلطان

یہ بزرگ جن کا مقبرہ فقیر والی میں ہے اور اس کی اولاد بستی پیارے والی میں آباد ہے یہ بزرگ بھی نیک طبیعت اور نیک سیرت کے مالک تھے اور عوام کی دینی خدمت کرتے تھے۔(۴۰)

حضرت امام الدین عرف (جھکڑ امام شاہ)

ڈیرہ غازیخان میں تین گدیاں ہیں۔

۱) سید امام الدین جھکڑ امام شاہ ان کا زمانہ سولھویں صدی ہے۔

۲) حضرت سلمان تونسویؒ یہ بزرگ 1769-1851ء کے ہیں اور ان کی اولاد خواجگان کہلاتی ہے۔شاہ محمود صاحب، شاہ اللہ بخش، خواجہ نظام الدین، حضرت خواجہ معین الدینؒ معزز شخصیات میں سے تھے۔

۳) تیسری گدی سنجر پور کی ہے جن کی اولاد گیلانی سید ہے۔(۴۱)

سلطان احمد شیخ المعروف سخی سرورؒ

یہ بزرگ گیلا ہویں صدی کے ہیں ملتان سے آئے اور سخی سرور آباد ہوئے تھے۔داتا گنج بخشؒ کے ہم عصر تھے محمود

غزنوی نے جب سخی سرور پر حملہ کیا تو چند سال قبل یہ بزرگ وفات پا چکے تھے۔ کچھ روایات میں ملتا ہے کہ ان کو شہید کیا گیا تھا۔ سخی سرورؒ میں چند مجاور مسلمان ہوئے تھے۔ اکثر سخی سرور صاحب کے پیروکار، ملتان، جھنگ، ہندوستان میں رہنے والوں کی ہے۔ یہاں ایک جھیل تھی۔ جسے ''سرور'' کہتے تھے۔ غزنوی دور کے علماء میں شمار ہوتا ہے۔ پاک و ہند میں اشاعت اسلام کے صفحہ نمبر 138 پر لکھا گیا ہے کہ حاکم ملتان نے اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کیا۔ یہ چیز لوگوں کی رقابت کا باعث بنی اور انہیں شہید کیا گیا۔ پیدائش 1180ء ملتان میں اور تعلیم عبدالقادر جیلانیؒ اور شہاب الدین سہروردیؒ سے حاصل کی۔ (۴۲)

مخدوم شہباز علی جھوک اُترا

جھوک اُترا کی بنیاد اُترا قوم نے رکھی یہ قدیم ترین قوم ہے۔ پہلے عام قبر جھنگی والا پیر یا پیر سلطان شاہ مشہور تھا۔ اب اِن کا عالی شاہ مقبرہ بن چکا ہے۔ انگریز قوم اُترا قوم کی قدر نہ کرتی تھی۔ اس قوم نے اُترا سے جتوئی لکھوانا شروع کر دیا اس بزرگ کے جدامجد سندھ کے مشہور بزرگ نوح علیؒ سے ملتی ہے۔ (۴۳)

دائرہ دین پناہ

کچھ مورخین نے اپنی تاریخوں میں دین پناہ کا زمانہ 1490ء لکھا ہے۔ دائرہ دین پناہ اور سخی سرور صاحب کا زمانہ ایک لکھا ہے ملغ خان ہتکانی کو جب رقبہ قصبہ سوکڑ دیا گیا تو یہ ملغانی قوم دائرہ دین پناہ کی مرید تھی اور دین پناہ صاحب زندہ تھے انہوں نے اپنا ایک شاگرد بھیجا جو انہیں اسلام کی تعلیم دے۔ قصبہ سوکڑ میں شاہ صغیر کے نام سے قبر موجود ہے دائرہ دین پناہ کے دو مزار ہیں ایک دریائے سندھ کے جنوبی طرف اور دوسرا مشرقی طرف روایت میں ہے کہ جب دین پناہؒ نے رحلت فرمائی تو دریائے سندھ کے مشرقی طرف کے مریدین اور مغربی طرف کے مریدین میں جنگ شروع ہوئی ہر ایک نے ان کے جسد خاکی کو لے جانا چاہا ہر ایک نے صندوق لے رکھے تھے۔ رات کو دونوں طرف کے لوگوں نے وہاں قیام کیا صبح دیکھا تو دونوں صندوقوں مین دین پناہ صاحب کا جسد خاکی تھا دریائے سندھ کے مشرقی کنارے والوں نے ان کا مقبرہ مشرقی طرف اور مغربی کنارے والوں نے مغربی طرف بنوایا۔ یہ بزرگ بڑی کرامت والے تھے اس واقعہ سے تاریخ کی تصدیق ہوتی ہے حضرت سخی سرورؒ کے متعلق ہے کہ قصبہ سوکڑ میں پھیرانی قبیلہ نے اپنے حصہ کا کنواں کھدوایا۔ لوگوں نے اِن پر کافی رقم خرچ کی کیونکہ پانی 150 فٹ ہر کافی نیچے ہوتا تھا اور پانی پیا تو کڑوا اور گرم تھا وہ لوگ بہت مایوس ہوئے گرمی کا موسم تھا جنوبی طرف جال کے درخت جو اب بھی موجود ہیں ایک آدمی کا گزر ہوا تو دیکھا کہ ایک فقیر چھاؤں میں بیٹھا تھا۔ اس نے کہا کہ کنویں والوں کو کہتا کہ پانی پلائیں اس وقت ایک آدمی دوڑا دوڑا آیا اور لوٹے میں پانی لایا۔ فقیر نے سارا پانی پیا اور فقیر نے لوٹا واپس کرتے ہوئے کہا کہ یہ کتنا میٹھا اور ٹھنڈا پانی ہے۔ وہ آدمی واپس آیا تو پھیرانی قبیلہ کے ایک بزرگ کو کہا کہ آپ لوگ کہتے ہیں کہ پانی کڑوا اور

گرم ہے اس فقیر نے جی بھر کے پانی پیا اور کہا کہ کتنا میٹھا اور ٹھنڈا پانی ہے وہ سب اس فقیر کی طرف دوڑے مگر وہاں فقیر موجود نہ تھا۔ ان نشانیوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سخی سرورؒ صاحب تھے۔

دوسری روایت میں ہے کہ کہ ملغ خان جب مرید دین پناہ آئے تو قصبہ سوکڑ میں آباد ہوئے تو اِرد گرد کے قبائل بغلانی، گاڈی، سنجرانی اور دیگران سے بہت لڑتے جھگڑتے تھے تو ملغانی دین پناہ کے پاس شکایت لے کر آئے پیر صاحب نے انہیں سمجھایا مگر دوسری اقوام اپنی حرکات سے باز نہ آتے بالاخر دین پناہ کے ان کے ظلم کا جواب دینے کیلئے اجازت دی اس طرح کہا جاتا ہے کہ ملغانی لڑتے رہے تقریباً ہر سال کوئی نہ کوئی قتل ہو جاتا مگر کسی کو آج تک سزا نہیں ہوئی۔ جس کنواں کا ذکر ہوا ہے اس کا نام سرور والا رکھا گیا۔ دور دور سے لوگ میٹھا پانی لینے آتے تھے کیونکہ دال پکانے کے لیے میٹھے پانی کی ضرورت ہوتی ہے یہ کنواں چند سال قبل تک موجود تھا واٹر سپلائی آنے پر ختم ہو چکا ہے۔ اب بھی اس کنواں کے قصبہ سوکڑ میں نشانات موجود ہیں۔ (۴۴)

کرم شاہ قبول شاہ بخاری بستی بغلانی

بستی بغلانی میں مقبرہ موجود ہے ہزاروں مرید ہیں ان کا سالانہ میلہ اکتوبر میں منگروٹھہ میں ہوتا ہے۔ جو ان کے نام سے منسوب ہے جہاں دور دور سے لوگ گھوڑے، مویشی، خچر، گدھے فروخت کرنے کے لیے لاتے ہیں سرائیکی زبان میں اسے ''ڈسارا'' بھی کہتے ہیں۔

یہ بزرگ بھی بڑی عظمت، صاحب کرامت تھے عوام الناس کی خدمت، عبادت اُن کا مشغلہ تھا۔ سوکڑ کے مغربی طرف جھنگی میں رہتے تھے وہاں وفات پائی قصبہ سوکڑ اور قصبہ بغلانی والوں کا جسد خاکی لے جانے پر جھگڑا ہو گیا۔ پھر بشارت ہوئی فاصلہ ماپا گیا تو بغلانی قریب پایا گیا اس طرح قصبہ بغلانی میں دفن ہیں۔ بظاہر یہ جھنگی سوکڑ کے قریب دکھائی دیتی ہے (۴۵)۔

شیخ الرئیس بستی گاڈی جنوبی

تحصیل تونسہ میں بستی گاڈی جنوبی میں اس بزرگ کا مزار ہے جہاں لوگ مصلی اور استاوا نذر دیتے ہیں ان کی قبر پر مصلوں اور استادوں کا ڈھیر موجود ہے کہا جاتا ہے یہ قبر مشہور سائنسدان بوعلی سینا کی ہے دوسری روایات ہے کہ یہ بزرگ ریت کے ٹیلے پر آ کر آباد ہوئے تھے خواجہ غلام اللہ بخش جو شاہ سلیمان تونسوی کے بیٹے تھے ان کا پتہ چلا تو یہاں آئے اس بزرگ نے ریت میں جال کی لکڑی دبائی اور کہا اگر طاقت ہے تو نکال لو میں چلا جاؤں گا دو شخص اس لکڑی جو کہ خشک تھی نہ نکال سکے انہوں نے معذرت کی اور ان کیلئے تحفے لیکر آئے تو شیخ صاحب نے صرف مصلی اور استاوا جس سے وضو کیا جاتا ہے

لانے کو کہا مصدقہ روایات ہے کہ خواجہ اللہ بخش کی کجاوے پر ایک طرف سے مصلی اور دوسری طرف لوٹے آئے اب ان کی قبر پر مصلے اور لوٹے رکھے ہوئے ہیں وہ خشک لکڑی ایک بڑی جال بن چکی ہے۔ جو اب بھی موجود ہے۔ اور سرسبز ہے ۔(۴۶)

میاں ملتانی صاحب

ٹبی قیصرانی کے شمال میں ایک کلومیٹر جرنیلی سڑک کے مشرقی طرف ایک قبر ہے یہاں ایک بزرگ ملتان سے آئے اور ایک کنوان تھا اس کے ساتھ ایک ٹوہے کا درخت تھا اس کے نیچے بسیرا کرتے تھے یہاں دفن ہیں یہاں کچے گارے کی چار دیواری ہے اور کچھ قبریں ہیں ایک دفعہ قحط سالی تھی سردیوں کا موسم تھا بستی لتڑی جنوبی کے لوگ کنواں سے بیل کے ذریعے پانی نکالتے تھے اور کیتھی باڑی کرتے تھے فقیر صاحب ایک دن کسی جگہ سے واپس آئے۔ بستی لتڑی اور چاروں بھائی والوں کو بلایا اور پانچ عدد روٹی کے ٹکڑے نکالے چار ٹکڑے ان کو دئے اور ایک ٹکڑا خود کھایا اور کھا جانے پر پوچھا کیسا کھانا تھا تین بھائی والوں نے کہا کہ بڑا لذیذ تھا اور آج تک ہم نے نہیں کھایا اور اتنا زیادہ تھا کہ پیٹ بھر گیا ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا یہ معمولی سا ٹکڑا تھا اتنے ہزار ہوں تو میں کھا جاؤں گا اس پر فقیر کو دکھ ہوا اور منہ مبارک سے نکلا کر کم بخت شکر ادا کیا کر تو روٹی روٹی کرتے ہوئے مرجائے گا کہا جاتا ہے اس کی اولاد میں اب تک جتنا کھانا کھالیں پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم بھوکے ہیں یہ قبر ویران ہے یہاں زیادہ تر جنات کا ٹھکانہ ہوتا ہے لوگ ڈر سے رات کو نزدیک نہیں جاتے۔(۴۷)

سید نورنگ شاہ

یہ خانقاہ بہت پرانی ہے ان کا زمانہ سولہویں صدی سے پران ڈیرہ دریا برد ہوا تو سادات خاندان نے اپنے بزرگان کی جسد مبارک جن میں سید لعل کمال، سید قیصر شاہ، سید فتح شاہ اور دیگر کی قبر کشائی کی گئی سید لعل کمال، سید قیصر شاہ، سید فتح شاہ ،اور دیگر کی قبر کشائی کی گئی سید لعل کمال تو غازی گھاٹ دفن کیا گیا پاکستان بنا تو اس گدی کے وارث سید عبدالرحیم تھے۔(۴۸)

سید لعل شاہ

یہ علاقہ کہری قلات سے آ کر آباد ہوئے یہ گدی نورنگ شاہ کی وارث چلی آرہی ہے۔(۴۹)

سید شاہ محمود المعروف پیر قتال

سید شاہ محمود بادشاہ تبریز تھا پہلے اس کا مسلک شیعہ تھا پیر سید احمد کبیر نے دعا فرمائی اور سنی مسلک اختیار کیا اور ان کا

نام عمر قتال رکھ گیا ان کا مقبرہ بھی ڈیرہ غازی خان کے شمال طرف بلاک چورہٹہ کے نزدیک ہے۔(۵۰)

مختلف حکمرانوں جو ڈیرہ غازیخان پر مسلط رہے

سکندر اعظم

323 ق م نے ہڑند پر حملہ کیا اور ملکہ نوشابہ سے ملاقات کی تھی۔

ایرانیوں کی حکومت

ڈیرہ غازیخان پر 80 ق م سے 312 ق م تک ایرانیوں کی حکومت رہی۔

چندر گپت موریہ

سلوکس نے جب شکست کھائی تو یہ سارا علاقہ جلال آباد تا قندھار چندر گپت موریہ کو دے دیا۔

ساسانی دور حکومت

جب اردشیر ایران کا بادشاہ بنا تو اُس نے ڈیرہ غازیخان کو ساسانی حکومت میں شامل کر لیا۔

بہرام گور

بہرام گور 440-421 تک یہاں حکمران رہا اور آدم خور جانور گوریت کا شکار کرتا تھا۔ بہرام گور کی افغانستان اور ایران پر حکومت رہی۔

رائے خاندان

سندھ میں بدھ مت کے پیروکار رائے خاندان نے روڑی اور ڈیرہ غازیخان پر حکومت کی اور یہاں حکمران بنے رہے۔

احمد شاہ ابدالی

1748 میں ڈیرہ غازیخان پر قبضہ کیا۔ ڈیرہ غازیخان کے حاکم نے کلہوڑہ کا ساتھ دیا اور شکست کھائی۔

میر نصیر خان

میر نصیر خان والی قلات ڈیرہ غازی خان آئے۔

پہلا غازی خان

غازی خان اول مرید ملا قائد شاہؒ تا مقبرہ موجودہ شہر بلاک چورہٹہ میں ہے اور 12 قبروں کے تعویذ ہیں۔

دوسرا غازی خان

دوسرا غازی خان حاکم ڈیرہ پیر عادلؒ کا مرید تھا اور نصیحت کے مطابق پیر عادلؒ کی خانقاہ میں دفن ہے۔

تیسرا غازی خان

تیسرا غازیخان کروڑ لعل عیسن کا مرید تھا۔ وصیت کے مطابق کروڑ لعل عیسن کی خانقاہ میں دفن ہے۔

آخری غازی خان

آخری غازی خان غلام شاہ کلہوڑہ کی قید میں تھا اور حیدر آباد میں دفن ہے۔

شیر شاہ سوری

1540ء میں شیر شاہ سوری نے جب حکومت ہند سنبھالی تو جب بھیرہ آیا تو نواب اسماعیل اور غازی خان نے اطاعت قبول کی اور ایک شاہراہ جو قلات، ہڑند سے ہوتی ہوئی چوٹی زیریں اور قندھار تک جاتی ہے۔ تیار کرائی جس کے آثار آج بھی موجود ہیں۔(۵۱)

باب اول

2) ڈیرہ غازیخان کی ثقافت

ڈیرہ غازیخان ثقافتی لحاظ سے مالا مال ہے لوگوں کی بودوباش ،طرز معاشرت ،زبان اور لباس مختلف اقوام کا امتزاج ہے اردو، بلوچی، پشتو، سرائیکی اور پنجابی زبان بولی جاتی ہے ۔لوگوں کے لباس میں کرتہ شلوار قمیض ،پنٹ شرٹ ،چادر دھوتی وغیرہ کا حسین امتزاج ہے آب وہوا خشک ہے گرمیوں میں سخت گرم اور سردیوں میں سرد خشک اوسط 6 انچ بارش ہوتی ہے آبی جانوروں کی نایاب نسلیں موجود ہیں دریائے سندھ کی ڈھنڈھ میں ملتی ہیں ۔

پالتو جانور ، کتا ، بلی ،مور ، تیتر اور بٹیر عام ملتے ہیں بھینس ، گائے ،گھوڑا ، گدھا ، اونٹ بھیڑ اور بکریوں کی اعلی قسم کی نسلیں پائی جاتی ہیں جنگلی پرندوں میں تیہر ،بیٹر ،طوطا ، چکور ، بلبل ، فاختہ ، درکھان پکھی ، بازگدھ ،مرغابی ،تلور ، راج ہنس ، بگلے اور تیتر عام پائے جاتے ہیں ۔

میلے

ہر سال ڈیرہ غازی خان میں میلہ مویشان اور اسپان منایا جاتا ہے اور میلہ سخی سرور بہت مشہور ہے اس کی تاریخ 2500 سال ق م ،عرص پیر پٹھان ، شاہ سلیمان ، میلہ دائرہ دین پناہ اور میلہ پیر عادل مشہور ہیں ۔ ہر علاقہ کی اپنی شناخت ،پہنچان ، رنگ ،طور اطوار ، لباس ، زبان اور رسومات ہوتی ہیں ۔قدیم اقوام متعدد قبائلی برادریوں میں تقسیم نوع ملتی ہے ۔جو کہ مشترک نسل کے بندھن میں بندھی ہوئی ہے ۔ ہر قبیلہ خود محدود اور شادی وتوارث کے کڑے قوانین میں مقید نظر آتا ہے ۔ جس کا مقصد قبیلہ کی قوت کو بڑھانا اور اتحاد قائم رکھنا تھا یہی حال یہاں کے لوگوں کا رہا ہے ۔ثقافتی لحاظ سے یہ خطہ منظّم برادریوں اور انجمنوں میں بندھا رہا ہے ۔ یہ دو بنیادی اصول کارفرما تھے ۔خون کی برادری اور پیشے کی برادری ۔ ہر برادری میں رتبات اور عہدوں کے امتیازات رہے ہیں یہ دو حوالوں سے پرکھے جاتے رہے ہیں ۔

نسل اور پیشہ یہاں کے لوگ زیادہ تر کھیتی باڑی اور غلہ بانی کرتے تھے ۔اچھے اور مشہور گھڑ سوار تھے ۔ بلوچی نسل کے گھوڑے اور داجل نسل کے بیل برصغیر میں مشہور تھے ۔ ان لوگوں کے بودوباش ،طرز معاشرت ، میلے اور شادیاں ایک بلوچ ثقافت کے مطابق رہی ہیں ۔

دھرتی کی زبان

دھرتی کی ثقافت کا موازنہ کیا جائے تو اس خطہ کی زبان کا مطالعہ ضروری ہے ڈیرہ غازی خان کے لوگوں کی زبان سرائیکی ہے اور اسے دھرتی کی ثقافت وتمدن کا حصہ سمجھا جاتا ہے یہ قدیم زبان ہے اس کی تاریخ دس ہزار سال پرانی ہے

سرائیکی زبان کے تلفظ صرف یہی زبان بولنے والے استعمال کر سکتے ہیں جبکہ دوسری زبان والے نہ پڑھ اور بول سکتے ہیں۔

عوامی کھیل

عوامی کھیلوں میں کشتی ،گینی ،گھڑ دوڑ، کبڈی ،بیلوں کی دوڑ ،سپنوں کی لڑائی ، گدھوں کی دوڑ، بیڑ، تیتر، مرغ لڑانا مشہور ہے اونٹوں کی لڑائی ریچھ کتے کی لڑائی مشہور ہے۔اس کے علاوہ کرکٹ ، والی بال، فٹ بال، اور ہاکی بھی کھیلی جاتی ہے۔

دستکاریاں

مٹی کے برتن کھڈی کے کپڑے، دریاں کنگھیاں، رسیاں اور کانوں سے پتلیں بنانا زیادہ مشہور ہیں۔

صحت افزا مقام

فورٹ منرو، ڈیرہ غازی خان سے 80 کلومیٹر مغرب میں صحت افزا مقام ہے اور گرمیوں میں لوگ سیر و تفریح کیلئے جاتے ہیں۔کیپٹن منرو نے 60-1859ء میں خاطر خواہ کام کرایا اور قلعہ بنوایا جو فورٹ منرو کے نام سے مشہور ہے۔(۵۲)

ڈیرہ غازی خان کی ثقافت میں

کشتی اونٹ: عربی اور سرائیکی خطہ میں اونٹ پسندیدہ پالتو جانور ہے اور مقبول ہے بار برداری، سواری، قربانی، دودھ بڑے شوق سے حاصل کرتے ہیں سرائیکی اونٹوں کی لڑائی ایک پسندیدہ مشغلہ جسے دنگل کا نام دیا گیا ہے اس میں لوگ بڑے شوق سے شامل ہوتے ہیں اور دیکھتے ہیں ڈیرہ غازی خان میں زمانہ قدیم سے یہ دنگل ہوتے آ رہے ہیں۔

مرغ لڑائی

ڈیرہ غازی خان میں خاص قسم کے قیمتی مرغ پائے جاتے ہیں دیہاتوں اور قصبوں میں ان کی لڑائی کو بڑے شوق سے دیکھا جا سکتا ہے۔

ریچھ کتوں کی لڑائی

آج کل اس لڑائی میں پابندی ہے مگر زیادہ قدیم یہ سال سردیوں کے موسم میں ریچھ اور کتوں کی لڑائی کو بھی بڑے شوق سے دیکھا جاتا ہے اور ڈیرہ غازی خان سے مختلف میلوں میں یہ کشتی دیکھی جا سکتی ہے پیر عادل خصوصاً مشہور تھا گدھا ریس اور بیل دوڑ ڈیرہ غازی خان میں آج کل بلکہ زمانہ قدیم سے یہ دوڑیں مختلف شکلوں میں ہوتی رہی ہے کنواں پر بیل جوتا اور دوڑایا جاتا ہے مختلف مقامات پر آجکل بیلوں کے مقابلے ہوتے ہیں ڈیرہ غازی خان میں داجل کے بیل سارے ملک میں مشہور تھے اور آج بھی ہیں۔

تیتر بیڑ کی لڑائی

ڈیرہ غازی خان میں تیتر بٹیر زیادہ پائے جاتے ہیں شوقین انہیں پالتے ہیں اور ان کی لڑائی کراتے ہیں اور انعام حاصل کرتے ہیں خاص طور پر تحصیل تونسہ شریف، بٹیر اور تیبر پالنے میں مشہور ہیں۔

مختلف رسمیں

ڈیرہ غازی خان میں رواج منگنی، رسم میندھی، رسم مہندی، رسم لوگ، فوتگی، رسم چہلم کی سختی سے پابندی کی جاتی ہے یہ رسمیں زمانہ قدیم سے منائی جاتی ہیں۔

بھاہ بھیلی

یہ بلوچوں، پشتونوں اور افغانیوں کی قدیم رسم ہے کسی پر الزام مثلاً چوری وغیرہ کا لگایا گیا ہو تو وہ اپنی صفائی بھاہ بھیلی کے ذریعے دیتا ہے اینٹ کو آگ کی طرح گرم کیا جاتا ہے توے کو گرم کیا جاتا ہے اس پر ہدی یعنی کلام پڑھ لی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے توے کو گرم کیا جاتا ہے کہ اگر یہ گناہ گار ہے تو اس کو جلادے پھر اس آگ کی اینٹ کو اس آدمی کے ہاتھ رکھ دیا جاتا ہے اور وہ کچھ دیر بعد کی درخت پر پھینک دی جاتی ہے اگر اس کے ہاتھ صاف ہوں تو وہ بے گناہ ہے اگر ہاتھ جل جائے تو وہ مجرم قرار پاتا ہے۔

رسم بھاہ پانی

یہ رسم حضرت ابراہیم سے آج تک بلوچوں میں جاری اور ساری ہے اگر کسی پر الزام ہو تو اسے صفائی دی جاتی ہے وہ ننگے پاؤں دہکتی ہوئی آگ پر پانچ قدم چل کر اپنی صفائی پیش کرتا ہے موٹی موٹی لکڑیوں کو جلا کر دہکتی ہوئی آگ تیار کی جاتی ہے ہدٗا یعنی کلام پڑھی جاتی ہے تلاوت قرآن پاک کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے اگر یہ مجرم ہے تو جلادے اگر بے قصور ہے تو رحمت بن جا بکرے کی قربانی کی جاتی ہے اور بکرے کا خون ایک تھال میں ڈول دیا جاتا ہے آگ کے دوسرے کنارے تھال رکھ دیا جاتا ہے وہی شخص ننگے پاؤں آگ پر چل کر دوسرے سرے پر جا کر خون بھرے تھال میں اپنے پاؤں رکھتا ہے پھر چارپائی پر بیٹھے لوگ اس کے پاؤں دھوتے ہیں اگر پاؤں پر آبلے ہوں تو وہ مجرم ہیں اگر پاؤں صاف ہوں تو وہ شخص بے قصور سمجھا جاتا ہے اس رسم کو 4500 سو سال ہو گئے ہیں حضرت ابراہیمؑ سے آج تک بلوچوں میں جاری ہے۔ (۵۳)

دھرتی کی زبان

کسی ثقافت کا موازنہ کیا جائے تو اس دھرتی کی زبان کا مطالعہ ضروری ہے ڈیرہ غازی خان کے لوگوں کی زبان سرائیکی ہے اور اسے دھرتی کی ثقافت وتمدن کی حصہ سمجھا جاتا ہے یہ زبان قدیم ترین ہے اس کی تاریخ دس ہزار سال پرانی

ہے۔سرائیکی زبان کے تلفظ صرف سرائیکی بولنے والے استعمال کر سکتے ہیں۔جبکہ دوسری زبان والے نہیں پڑھ سکتے اور نہ ہی بول سکتے ہیں۔

ڈیرہ غازیخان کی فصلات جنگلات اور جانور

غازی خان اول نے 1488ء میں دریائے سندھ سیلابی نہریں کھدوائیں۔ایک نہر تھانہ دراہمہ کے ساتھ موضع سمینہ،حاجی غازی کو سیراب کرتی ہوئی جنوب کی طرف جاتی تھی۔جس کے آثار آج بھی موجود ہیں۔راجن پور میں بھی متعدد نہریں کھدوائی گئیں۔خاندان میرانی کے بعد محمود خان گجر نے بھی اس سلسلہ میں کام کام کروایا۔مانکہ،نورواہ،گدائی واہ شوریہ احداث کرائے سکھوں نے جب ڈیرہ غازیخان پر حملہ کیا تو یہاں کے لوگوں پر ظلم کے پہاڑ ڈھائے گئے۔شرح مالیہ چار گنا بڑھا دیا۔سکھوں کا 26 سالہ دور انسان دشمن اور زرعت دشمن دور تھا۔1845ء میں انگریزی دور شروع ہوا۔انگریزوں کا ابتدائی دور اچھا نہ تھا۔بعد میں انگریزوں نے زراعت پر خصوصی توجہ دی۔ڈیرہ غازیخان کی صوبائی حیثیت ختم ہوئی تو ضلع بنا دیا گیا۔ضلع ڈیرہ غازیخان،ڈیرہ اسماعیل سے شروع ہوتا تھا اور کشمور پر ختم ہوتا تھا۔

صدر ایوب خان کے دور ہیڈ تونسہ بیراج 1969-1965 میں بنایا گیا اور ڈیرہ غازیخان کینال نکالی گئی۔جس میں 11 ہزار کیوسک پانی کی گنجائش ہے۔جو ڈیرہ غازیخان،تحصیل جام پور اور راجن پور کو سیراب کرتی ہے۔چشمہ سے نکالی جانے والی نہر چشمہ رائٹ کینال شادن لُنڈ تک تحصیل تونسہ شریف کو سیراب کرتی ہے۔یہ نہر چشمہ رائٹ کینال کے نام سے منسوب ہے۔ہیڈ تونسہ بیراج سے کچھی کینال پر کام ہو رہا ہے۔جو ابھی تک مکمل نہ ہے۔(۵۴)

درخت

یہاں کے جنگلات میں شیشم،کیکر،بیری،سرو،جنڈ،ٹوھلا،آم،کاہونیم،پیپل،سکھ چین،کھجور،جامن،بکائن،انجیر، بوہڑ۔(۵۵)

فصلیں

پہلے زمانہ میں رودکوہی کے ذریعے کھیتی باڑی ہوتی تھی۔زیادہ تر فصلیں جوار،باجرہ،تارامیرا،چنے،نہریں دستیاب ہوئیں تو گندم،مٹر،مونگ،چاول،گنا،کپاس،مکئی،آلو،مسور،تمباکو،برسیم،لوسن کی چارہ وار اور اجناس دار فصلیں پیدا ہونا شروع ہو گئیں۔(۵۶)

سبزیات

سبزیات میں آلو،ٹماٹر،توری،کدو،گوبھی،پالک،مٹر،شلجم،چقندر،مولی،گاجر،کھیرے،خربوزے،مرچ اور پابی

عام ملتی ہے۔(۵۷)

پھل

ڈیرہ پھلاں دا سہرا کہا جاتا تھا۔ پرانے ڈیرہ کے اردگرد آم، کھجور، امرود، بیر، مالٹا، انار، جامن، شہتوت، لسوڑہ، انگور، کے پھل پائے جاتے تھے اور اب ان کی پیداوار میں اور زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ اب پھل تجارتی پیمانے پر پیدا کئے جا رہے ہیں اس علاقہ کے پھل ملکی اور غیر ملکی ضرورت پوری کر رہے ہیں۔ جس سے ملکی زرمبادلہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور اپنے استعمال میں بھی لایا جاتا ہے۔(۵۸)

جڑی بوٹیاں

رودکوہی کے زمانے میں موسم برسات کے بعد اس دھرتی میں قیمتی جڑی بوٹیاں ملتی تھیں اور شناسی حکیم اِن بوٹیوں سے ادویات بناتے تھے۔ اب دستیاب تو ہیں مگر نایاب اور کم ہیں کیونکہ رودکوہیوں کے پانی کے رُخ، بہاؤ کو آگے نہریں آجانے کی وجہ سے موڑ دیا گیا ہے۔ مگر پھر بھی جن میں بھکر بوٹی، جوہر بل، بٹر بنا، پھیپلی، کڑ ویلوں، سونا بوٹی، اجوائن، کالی کوڑ چیری، سونف، کوڑے جو، چھوٹی شہد، قوت ہل ٹھنڈی بوٹی، کرینہ، دھتورا، ستورا، ردھاں، کھپ، جال، لئی، لانڑاں، کھار کوندر عام ملتے ہیں۔(۵۹)

جنگلی پرندے

اس دھرتی میں قیمتی پرندے پائے جاتے ہیں۔ جن میں تلور، شکرا، تیتر، بٹیر، مرغابی، ہدہد، راج ہنس، چکور، کونج، بگلہ، گدھ، تلہر، رونی، فاختہ، جنگلی کبوتر عام پائے جاتے ہیں۔(۶۰)

معدنیات

ڈیرہ غازیخان کا خطہ قدرتی معدنیات سے مالا مال ہے۔ تیل، گیس، چونے کا پتھر، جپسم، خام لوہا، اور یورینیم کافی تعداد میں موجود ہیں۔ بغل چور، راکھی گاج سے نکالی جا رہی ہے۔ اب اس کے وسیع ذخائر چٹپانی تحصیل تونسہ شریف میں ملتے ہیں۔ اور کھدائی کر کے وہاں سے نکالی جا رہی ہے۔ یہ بہت قیمتی دھات ہے۔ لیکن ڈیرہ غازیخان کے غریب عوام کو اس کا فائدہ نہیں پہنچایا جا رہا ہے۔(۶۱)

باب اول

3) ڈیرہ غازیخان کے ادب سے ثقافت کی جڑت

یہ وہ دھرتی ہے جہاں پر ہرنسل کے لوگ آباد ہیں۔ یہ دھرتی ان تمام کو اپنی تہذیب وثقافت میں ڈھال دیتی ہے۔وہ سابقہ اپنی روایات کو بھول گئے۔خواہ ان میں پوری ایرانی،نورانی،افغانی اور عربی وغیرہ کیوں نہ تھے۔اس دھرتی میں کئی عروج وزوال آئے ہیں۔چونکہ انسان اپنی بقاء کی جنگ لڑتا آرہا ہے۔یہ قدرتی فطرت،لوٹ مار،غضب ناک جنگ وجدل اس مٹی کی قسمت میں تھا۔معاشرہ میں اونچ نیچ،اچھائی برائی ہوتی آرہی ہے۔معاشرہ آہستہ آہستہ ترقی کی منزلیں طے کرتارہا ہے۔

آج کل ڈیرہ غازیخان ہرلحاظ سے ایک ترقی یافتہ خطہ ہے یہاں کے لوگوں کی نسلیں ذہین وفطین بہادر،مردم شناس، محنتی اور صاحب ادراک،علم وشعور سے بھرپور مذہبی اور مستقل مزاج ہیں۔

ان کا مزاج پختہ اور توحید ورسالت پر پکا یقین کرتے ہیں۔احکامات خداوندی بجالانے میں اپنا ذہنی سکون سمجھتے ہیں۔اللہ کے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان کے عادات،خصائل، لباس،خوراک سب اسلام کے اصولوں کے عین مطابق ہیں۔پردہ کی پابندی،خواتین کا احترام بچوں سے پیار،رشتوں کا تقدس،بزرگوں کی خدمت کو اولین ترجیح دیتے ہیں۔کسی بھی معاشرے میں ادب کو ثقافت سے علیحدہ نہیں کیا جاسکتا۔اگر کسی معاشرے کا معیار،جانچنا ہوتو ان کے ادب وثقافت،تعلیم،وتربیت،رہن سہن اور طرز حیات کو دیکھا جاتا ہے۔

ڈیرہ غازیخان ایک ادب وثقافت سے مالا مال علاقہ ہے۔یہاں بڑے بڑے سکالر،ادیب،دانشور،صوفی، بزرگ،ولی اللہ پیدا ہوئے۔بہادر جرأت مند،دلیر نوجوان پیدا ہوئے ہیں۔اس دھرتی کے ادب وخصائل،ثقافت پر نظر دوڑائیں تو یہاں اخلاقیات،رواداری،عدل وانصاف،سماجی انصاف،خودداری،میٹھا میٹھا انداز گفتگو،مہمان نوازی اور خدمت خلق کا بھرپور جذبہ ملے گا۔

بقول شاعر:

ے حسن فطرت کی تجلی دیدہ بیدار دیکھ
تھل کے ٹیلوں میں شب ومہتاب کے انوار دیکھ

ے ڈھونڈتا ہے اک سوار دشت میں ناداں بلوچ
اب کہاں وہ محفلیں وہ صحبتیں ، وہ پیار دیکھ
(جاوید احسنؔ)(۶۲)

شاہ بادائے ارض تونسہ اے دیار خواجگان ے
تیرے باشندے ہیں کیسے مردم خود وار دیکھ
(جاوید احسنؔ)(۶۳)

اس دھرتی کی ثقافت سے وابستگی پھوٹ پھوٹ کر بھری ہوئی ہے۔اپنی دھرتی سے پیار،زبان سے پیار،ادب سے پیار اور اپنے اسلاف سے پیار وغیرہ وغیرہ۔یہاں ذات اور پیشوں کو موروثی سمجھا جاتا ہے۔ذات سے زیادہ قابل تغیر اور زیادہ مشکل کوئی چیز نہیں۔یہ حقیقت ہے کہ کسی مورث اعلیٰ کی اولاد یہ مفروضہ قائم کر لیتی ہے کہ اس کا تعلق بھی اسی ذات سے ہے اس طرح یہاں زیادہ تر برادری،تمنداری نظام رہا ہے یہاں کے لوگوں کے چہرے لمبے،بیضوی،نقوش تیکھے،ناک پتلی ،بال سیاہ،روغنی داڑھی اور گل مونچھیں بڑھی ہوئی ملتی ہیں۔

کرتہ،شلوار،پگڑی،کڑاھی والا چولا،سفید رنگ اور خاکی مائل رنگ کے کپڑے پسند کرتے ہیں۔گھڑ سواری اور اونٹ سواری پسند کرتے تھے۔جھومر،ڈھولک،مرثیہ،بگڑو،قوالی اور بانسری پسندیدہ ساز تھے۔

بحوالہ مسٹر فرائز ''ڈی جی خان کی ڈائری'' کے صفحہ نمبر 19 پر کافی بحث کی گئی ہے۔

اس علاقہ کے لوگوں کو زبان اور وعدہ کا پکا اور مہمان نواز کہتا ہے۔بلوچی زبان،سرائیکی،ملتانی اور جاتکی زبان بولی جاتی ہے۔اس زمانے میں انگریزوں سے بات کرنے کے لیے انگریزی بھی سیکھی جاتی تھی۔

حوالہ کے طور پر مسٹر فرائز کہتا ہے کہ ادب اور شاعری میں شائق ہیں ایسی شاعری جس میں قومی یا قبائلی واقعات اور محبت کے نغموں پر مشتمل ہو لوک کہانیاں اور قصے پڑھنے کے ماہر ہیں۔یہ دھرتی ادب کے لحاظ سے زرخیز ہے۔

یہ دھرتی ادبی لحاظ سے شاعری کا ایک دبستان ہے غزل،آزاد نظم،قطعات،رباعی دوہے۔سلام منقبت،حمد،نعت الغرض ہر مقبول عام صنف میں یہاں کام ہوا ہے۔ثقافت اور ادب کی وسعت اور تفصیل میں ہم آہنگی ہمیشہ سے رہی ہے۔ طرز گفتگو،اقوال افعال وضع قطع،مذاق طبیعت،رہن سہن،طرز زندگی شکل وشبہات ہمیشہ سے ہر ایک دھرتی وعلاقہ کا اپنا انداز اور حسن ہوتا ہے۔شاعر قوم کی آنکھ سمجھا جاتا ہے۔وہ اپنی ثقافت کے مطابق ادب تشکیل دیتا ہے۔ہر خطہ کے اپنے اپنے مسائل،اصول وضوابط رسمیں ہوتی ہیں۔لوگوں کا مندرجہ بالا طرز معاشرت ہوتا ہے۔اسی طرح نعت میں بھی ندرت وجدت تخیل کا تازہ کاری اور اظہار میں ثقافت کا بھی عمل دخل ہوتا ہے۔ادیب کا رشتہ اپنے سماج سے جڑا ہوتا ہے۔

ادیب گہری نظر سے انسانی نفسیات اور نظام فطرت کا مطالعہ کرتا ہے۔اپنے مشاہدات کی صلاحیت کو بروئے کار لاکر کہانیوں کو حقیقت کا رنگ بھرتا ہے۔اِس میں کوئی شک نہیں کہ اعلیٰ ادب ہمیشہ زندگی کا ترجمان ہوتا ہے۔اور فطرت کے

قریب ترین ہوتا ہے۔حیات انسانی کے اندر اسطرح جاری وساری رہتا ہے۔جسے کسی ذی روح کے بدن میں لہوگردش کرتا ہے۔ادب اور زندگی کو جدانہیں کیا جاسکتا۔اگر ادب کو زندگی سے جدا کر دیا جائے تو ردی کا ڈھیر بن جائے گا۔حقیقت میں ادیب وہی ہوتا ہے جو زندگی کو اپنا موضوع بناتا ہے۔معاشرے میں رہنے والے لوگوں کے سماجی ومعاشرتی سیٹ اپ اوران کے تغیر وتبدل پر گہری نگاہ رکھتا ہے۔

بڑے سے بڑا مسئلہ ہو یا چھوٹی سی بات ان سب پر وہ نظر رکھتا ہے۔خوشی ہو یا غمی،زندگی یا موت وغیرہ آج کل کے مشینی دور میں انسان دولت کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔جھوٹی نمود ونمائش،شان وشوکت کے پیچھے مارا مارا پھر رہا ہے۔ خوبصورت باتیں سوچنے والوں کو اپنے خواب سنبھالنا مشکل ہو گئے ہیں۔

پھر وہی ادیب اپنی ثقافت سے جڑے ہوئے اور جہاد میں حصہ لے رہے ہیں۔اپنا وسیب،علاقہ وطن زبان پر ایک انسان کو عزیز ہوتی ہے۔

ے انسان کو شائستہ و خود دار بنایا
تہذیب و تمدن تیر شرمندہ احساں
(ماہر القادریؔ)(۶۴)

جس طرح روح اور جسم کا تعلق،روح کے بغیر جسم مردہ ہے،طالب علم کا کتاب،مریض کا طبیب سے تعلق ہے ادب کا ثقافت سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔ہر ادیب اپنے وسیب کے مطابق رقم طراز ہوتا ہے۔سرائیکی وسیب کی اپنی مٹھاس اور انداز بیان ہے۔

ے ساوے تھی پئے روہی راوے
کھپ تیں کھار پئی دل وندلاوے
نیل بوٹی پئی گیاں سارے
کڑ ویلوں پیا نغمے گاوے
(۶۵)

ابھی ہوا ہے ٹھنڈی ٹھار،نہڑتاں ول آسانول یار ہر ایک چیز کا طبعی واصلی ہوتا ہے۔مٹی کا اصلی مقام پانی کے نیچے پانی کا اصل مقام ہوا کے نیچے اور ہوا کا اصل مقام آگ کے نیچے ہے اگر کوئی چیز طبعی مقام سے نکل کر کسی دوسرے مقام میں چلی جائے تو باعث تعجب ہوا کرتی ہے۔اہل علم جانتے اور سمجھتے ہیں کہ دلیل کی عمدگی،پختگی اور درستگی دراصل دعویٰ کی پستگی اور درستگی تصور ہوتی ہے۔اسی طرح ادیب اپنی ثقافت سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔اس کے احساسات،خیالات،جذبات،مشاہدات

اس کی ثقافت کے تابع ہوتے ہیں۔

ہندی ثقافت میں ادیب نے یوں نعت کا مظاہرہ کیا ہے کہ راول میرا راج کرے، اسی مندر کے پاس

ے باجن باجن باجن تیرا
تجھ باجیں نہ جیون میرا

حضرت خواجہ غلام فریدؒ اپنی شاعری میں یہاں کی ثقافت کی خوب ترجمانی کرتے ہیں۔(۶۶)

ے جو دم جیویں کھیر ولوڑ
باقی سب تجویزاں چھوڑ
ے چیڑاں این چھڑیندا یار

اس طرح کے اشعار میں اپنی ثقافت کی ترجمانی ہے۔

ے پیلوں پکیاں نی رے یار
آجڑوں رل یار
(خواجہ فریدؒ)(۶۷)

جناب رسالت مآب ﷺ کا فرمان ہے کہ......

ایمان برہنہ ہے۔تقویٰ اس کا لباس ہے، حیا اس کی زینت اور علم اس کا پھل ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے کہ...............................

لوگوں کی حیات روح ہے۔روح کی حیات عقل سے ہے۔عقل کی حیات علم ہے اور علم کی حیات عمل سے ہے۔

صاحب ادب، صاحب ذوق، صاحب سکوت قوم کیلئے سوچتے ہیں اور اپنی قوم کی اچھائی، برائی کو قلم کے ذریعے بیان کرتے ہیں۔اپنی دھرتی سے پیار ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے۔(۶۸)

اس دھرتی ادبا اور شعراء کا مذہب اور تصوف کی طرف رجحان فطری تھا۔یہ رجحان دینی شاعری کی طرف بڑھنے لگا جہاں اس دھرتی کی ثقافت کی پوری پوری عکاسی ہوتی ہے۔

مضبوط تحقیقی اور تنقیدی مقالے لکھے جا رہے ہیں ان میں اس دھرتی کی ثقافت کی جھلک ادب پیوستہ ہے اور ادیب اپنی ثقافت کے مطابق لکھتے ہیں۔خوشحال خان خٹک نے پشتو میں، شاہ عبداللطیف بھٹائی نے سندھی میں، وارث شاہ نے پنجابی میں اور مست توکلی نے بلوچی میں اپنی شاعری کی ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ادب سے ثقافت کی جڑت قدیمی ہے اور ان کا میلاپ لازم وملزم ہے۔

؎ غریب و سادہ و رنگیں ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسینؑ اور ابتدائی ہے اسماعیلؑ
(علامہ اقبالؒ)

باب اول

4) ڈیرہ غازیخان میں شاعری

ڈیرہ غازیخان کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ دھرتی شروع سے دانشوروں وادب سے مالا مال تھی انیسویں اور بیسویں صدی کا دور دیکھیں تو اُن میں عظیم سرائیکی واُردو شعراء سینکڑوں کی تعداد میں ہیں ان سب کا احاطہ کرنا مشکل ہے اس سے قبل ورق گردانی کریں تو عظیم صوفی بزرگ خواجہ غلام فریدؒ کوٹ مٹھن میں ہوگزرے ہیں جن کی شاعری سارے ملک میں پڑھی اور سنی جاتی ہے۔ان کے بعد ایک عظیم شاعر فکر تونسوی ہے اجی بکرم ساٹھ سال قبل مسیح اس دھرتی کا عظیم ادیب ودانشور ہوگزرا ہے۔جن کی مقرر کردہ بکرمی تاریخ تقریباً آدمی دنیا میں جاری ہے علامہ اقبالؒ کے استاد رمضان برمانی، نسیم طالوت جیسے ادیب اور شعراء کو بھی ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔پہلے زمانہ میں کتب ہاتھ سے لکھی جاتی تھیں۔محفوظ نہ ہو سکیں اور اکثر ضائع ہوتی رہی ہیں ڈیرہ غازیخان میں تاریخ شعراء کے تناظر میں دیکھا جائے تو اس طرف کوئی خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی۔قیمتی اثاثے ضائع ہوتے رہے پھر بھی بہت سے ادیبوں اور دانشوروں نے بہت کام کیا ہے اور ان اثاثوں کو محفوظ کیا ہے۔اُن کی بہت سے کتب شائع ہوچکی ہیں۔

سرائیکی شعراء میں اقبال سوکڑی، جانباز جتوئی، سرور کربلائی، شاکر مہروی، احمد بخش طارق، نور محمد سائل، اعجاز ڈیروی، نواز بسمل، امداد حسین ہمدرد، افضل ندیم، غلام رسول ڈڈا اور دیگر شعراء کا شمار عظیم شعراء ہوتا ہے۔

اُردو شعراء میں محسن نقوی، اعجاز ڈیروی، وحید بخش غیاث، رشید قیصرانی، ڈاکٹر غنی عاصم، شباب ڈیروی، کیف انصاری، پروفیسر شریف اشرف، شکیل پتافی، ذکاء اللہ انجم، جہانگیر راز، طاہرہ سوز، پروفیسر سہیل اختر، بربط تونسوی، دلیر مولائی، عبدالغنی بزدار اور دیدار الٰہی، عشر لغاری، عزیز شاہد، رشید اُشتر قابل ذکر ہیں۔

اُردو نعت گو شعراء کا ذکر ہوچکا ہے ان کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔مختصراً چند شعراء کا ذکر کیا گیا ہے۔

خواجہ غلام فرید 1845-1901 مدفون کوٹ مٹھن، راجن پور اس دھرتی کے عظیم صوفی بزرگ شاعر کا تذکرہ ماہرین فرید اور فریدیات کے حوالے سے ضروری ہے۔

اس زمانہ کی مروجہ زبانیں، اُردو، سرائیکی، فارسی، عربی، ہندی اور سندھی میں کمال حاصل کیا اور شاعر ہفت زبان کا مرتبہ حاصل کر چکے ہیں۔آپ کی شاعری میں توحید و رسالت، احترام وعظمت کعبہ، حسن وعشق، پند ونصائح، ہجر وفراق، رجائیت اور آخرت جیسے مضامین بڑی کثرت سے ملتے ہیں۔دیوان فرید کے ایک تہائی اشعار مدحت رسول پر مشتمل ہیں تمام عمر عشق رسول ﷺ ہی آپ کا اوڑھنا بچھونا اور مقصود حیات رہا۔

بقول فریدؒ:

ے اتھاں مین مٹھری نت جان بلب
اوتاں خوش وسدا وچ ملک عرب
ہر وہیلے یار دی تانگھ لگی
سنج وینے سک دی سانگ لگی
تتی تھی جوگن چودھار پھراں
ہند سندھ پنجاب تے پہاڑ پھراں
(دیوان فریدؒ سرائیکی)(۶۹)

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ............

ے میڈا عشق وی توں ، میڈا یار وی توں
میڈا دین وی توں ، میڈا یمان وی توں
(۷۰)

ایک اور جگہ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

ے خاموش فرید اسرار کنوں
چپ بیہودہ گفتار کنوں
پر غافل نہ تھی یار کنوں
ایہوں لا ریبی فرماں آیا
(۷۱)

اسطرح یوں فرماتے ہیں۔

ے میں ہوں سنگ آستاں جناب رسولؐ کا
شکر خدا کہ پایا ہے رتبہ قبول کا
اک کمتریں غلام ہوں اصحاب پاک
اک کم ترین بندہ ہوں آل بتول کا
(کلام فریدؒ) اردو نعتیہ اشعار (۷۲)

محسن نقوی

اس دھرتی کے عظیم شاعر ہیں جنہوں نے اُردو میں حمد و نعت، غزل، نظم، رباعی اور قطعات میں اپنا لوہا منوایا، برگ صحرا، ریزہ حرف، عذاب دید اُن کی کتابیں ہیں۔

نمونہ کلام:

ے نجوم جتنے فلک پر دکھائی دیتے ہیں
نبیؐ کی راہ کے کنکر دکھائی دیتے ہیں
نصیب ہو جو کیف دست مصطفےؐ محسن
تو بے زباں بھی سخن ور دکھائی دیتے ہیں
محسن نقویؔ (گلدستہ نعت)(۷۳)

کیف انصاری

اس دھرتی کے بہت ہی مشہور شاعر تھے۔روزنامہ آفتاب ملتان، روزنامہ غرب سے منسلک رہے۔

نمونہ کلام:

ے غارِ حرا سے جس دن سے تنہائی ہے منسوب
لیتا ہے تنہائی کا ہرلمحہ اُسؐ کا نام
عرش کے ہاتھ معلّیٰ میں میم محمدؐ دیکھ
ساری چیزیں نیچی ہیں اور اونچا اُس کا نام
(زنجیروں کا نوحہ)(۷۴)

اعجاز ڈیروی

ڈیرہ غازیخان کے نامور شاعر کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ان کی شاعری کے بہت سے مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ اُردو نعت گوئی میں انہیں بہت کمال حاصل ہے۔

نمونہ کلام:

ے ہر بار مشکلوں میں سہارا دیا مجھے
ہر کام پر تیرا ﷺ ہی کرم روبرو لگا
اعجازؔ جب بھی روئے ہیں عشق نبی ﷺ میں ہم

دامن پہ جو بھی آنسو گرا باوضو لگا
(۷۵)

اسلم وارثی

اُردونعت گوشاعر ہیں اسلم وارثی بہت تھوڑے عرصہ میں مظفروارثی کی صحبتوں اور دُعاؤں سے فیضیاب ہوئے۔حمد ونعت میں غزل سے آگے کے شاعر ہیں۔

ے اُن کی سوچیں کی معراج

نمونہ کلام:

ے نبیؐ کا نام لے کر جب ذرا جھوم لیتے ہیں
فرشتے اپنی پیشانی کو آکر چوم لیتے ہیں
نکلتے ہیں زبان مصطفیؐ سے وارثی جو لفظ
انہی لفظوں سے ہم قرآن کا مفہوم لیتے ہیں

ایک اور نعت میں......

ے محمدؐ کی غلامی میں یہ لمحے سرخرو ہوں گے
کل سارے نبیؐ کے در پہ جاکے سرخرو ہونگے
(اسلم وارثی)(۷۶)

جاویداحسن خان

تعلیم ایم اے، پیدائش یکم دسمبر 1948ء، کتاب جمال صحرا

نمونہ کلام:

ے کہا کس نے کہ وہ معبدوں میں بستا ہے
میرا کریمؐ تو اُجڑے گھروں میں بستا ہے
(۷۷)

نور محمد سائل مرحوم

نام نور محمد، ولدیت کریم بخش، تخلص سائل، پیدائش: 1920

نمونہ کلام:

ے ضرورت جو کوئی پیش وا پیش کیتی
صحابہ نے جند کرفدا پیش کیتی
جان بقیہ اثاثہ پچھا مصطفےٰ ؐ نے
تاں صدیق ؓ چادر صفا پیش کیتی

(۷۸)

ندیم ایزد

ڈیرہ غازیخان کے ممتاز شاعر ندیم ایزد نے بہت پہلے گلدستہ نعت شائع کروایا۔ اس میں ڈیرہ غازیخان کے 36 شعراء کی نعتیں شامل تھیں۔ یہ کتاب نایاب ہے۔

نمونہ کلام:

ے اے خدا میں بھی اُسی دور میں پیدا ہوتا
کاش میں نے تیرے محبوب ﷺ کو دیکھا ہوتا

(۷۹)

پروفیسر سجاد حیدر پرویز

سرائیکی زبان وادب، شعروسخن، تحقیق وتنقید، افسانہ نگاری، اُردو نعت گوئی، اس حوالہ سے ان کی کم از کم کتابوں کی تعداد 50 ہے ان کا تعلق مظفر گڑھ سے ہے ان کی کتاب سرائیکی ادب ''توڑ پند'' کا جائزہ لیا گیا ہے۔

نمونہ کلام:

ے مدنی مٹھا من ٹھار سائیں
سندھڑی دیاں سوچاں تار سائیں
منگتے تیڈے در پاک دے سب
دنیا دے ہن زردار سائیں

(۸۰)

احمد خان طارق

نام: احمد بخش، ولدیت: بخش خان، قوم: کھوسہ، تخلص: طارقؔ، تعلیم: پرائمری، پیدائش: 1922

کتب: گھروں در تانڑں ، متاں مال دے

سرائیکی شاعری کا ایک چمکتا ہوا ستارہ ہیں۔ اور بہت ہی اچھے بزرگ شاعر ہو گزرے ہیں۔

نمونہ کلام:

لطافت کیا مدینے دی تھکاوٹ کیا مدینے دی
ذرا سئیں دی اوہا منشا جو ہے منشا مدینے دی
ہوا راہی مدینے دی انگل لئی چل دیوانے کو دلی
میں طارقؔ روح حوا گھناساں ہوا مدوا مدینے دی
(۸۱)

اُردو، سرائیکی غزل نظم اور ڈوھڑے کے ممتاز شاعر ہیں۔ تین شعری مجموعے ''کتاب سخن''، زخم اُردو، کاھیپا، شائع ہو چکا ہے۔ نعتیہ مجموعہ ''بہار عقیدت، چھپ چکا ہے۔ جس میں نواز جاوید مرحوم کا کلام بھی شامل ہے۔

ڈیرہ غازیخان میں شاعری کا آغاز بہت قدیم ہے۔ آجکل اُبھرتے ہوئے شعراء کے مختصراً نام یہ ہیں۔

افضل ندیم، عبدالحمید الفت، فیاض احمد شملہ، بشریٰ قریشی، دلبر حسین، شاہین ڈیروی، خالد حسین شاہ صدر دین، ریاض احمد بزدار، رزاق حسین کوٹ چھٹہ، غلام صدیق دراہمہ، غلام اکبر بزدار چوٹی زیریں، فضل الٰہی سوکڑا، فیض احمد فیض ڈیرہ غازیخان، عزیز اکبر چور ہٹہ، محمد اکرم شاہ مانہ احمدانی، محمد یار قیصرانی مجاہد آباد، محمد نواز فرید آباد ڈیرہ غازیخان، مہر محبوب، فرید (وکیل)، ڈاکٹر نجمہ شاہین ڈیرہ غازیخان وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

تنقیدی جائزہ

ہر شخص اور کل قوم خود اپنی اندرونی حالتوں سے اپنی اصلاح کرتی ہے۔اس اُمید پر بیٹھے رہنا کہ بیرونی زور اور طاقت انسان کی یا کسی قوم کی اصلاح اور ترقی کرے گی یہ ایک طرح کی نادانی اور قابل افسوس بات ہوگی۔جو قومیں آزاد ہوتی ہیں۔وہ بداخلاقی ،خود غرضی ، جہالت اور شرارت کی مطیع سے آزاد ہوتی ہیں۔سب سے بڑا سچا مسئلہ اور نہایت مضبوط رشتہ جس سے زیادہ دنیا کی معزز قوموں نے عزت پائی ہے وہ اپنی مدد آپ کرنا اگر دیکھا جائے تو انسان کی موجودہ حالت میں تمام پچھلی نسلوں کا حصہ ہے۔جن میں ہنرمند،شاعر ،حکیم ،فلسفی ،ادیب ، دہقان ،سپہ سالار اور سردار وغیرہ شامل ہیں ایک نسل نے دوسری نسل کی محنت پر عمارت تعمیر کی۔مگر افسوس صد ہزار افسوس کہ ہماری قوم نے ان کی پرکھوں کی چھوڑی ہوئی جائیداد کی قدر نہ کی اور اپنی تاریخ وثقافت کی جس طرح رکھوالی کا حق تھا وہ ادا نہ کیا اور اپنے ماضی کو محفوظ نہ کیا۔تاریخ ڈی جی خان بے شمار قربانیوں سے بھری پڑی ہے۔اس نے کئی نشیب وفراز دیکھے ہیں۔سرداری نظام اور تمنداری نظام نے میرے مطابق یہاں کے لوگوں کو کچھ نہ دیا۔لوگ اپنی مدد آپ کے تحت محنت کرتے اور زندگی کی گاڑی کو کھینچتے رہے ہیں۔غازی خان اول نیک طینت شخص تھا اُس نے فلاحی کام بہت سے کیے۔اسی دور میں لوگ خوشحال تھے۔

انسان طبعی قوانین کا پابند ہے۔اس پر بچپن ، بڑھاپا ، بیماری اور موت کی منزلیں گزرتی ہیں ۔قوموں کے عروج و زوال میں یہ بات نمایاں ہے کہ خود انسان عظیم قابلیتوں میں سے کسی ایک کا خالق نہیں ہے۔تاریخ ڈی جی خان کے مطالعے سے پتہ چلا ہے کہ 2 جون 1818ء میں ملتان میں سکھوں کا قبضہ ہوا تو انہوں نے ڈیرہ پر حملہ کر کے 1819ء میں یہ علاقہ نواب بہاولپور کو اس وقت کے روپیہ 3 لاکھ پر دے دیا۔پھر 1830ء میں یہ علاقہ دوبارہ سکھوں نے لے لیا اور اس وقت کے سکھ حاکم جنرل ونتورہ کو گورنر ڈی جی خان بنا دیا۔ یہاں کے سردار خود تو محفوظ رہے لیکن یہاں کی عوام کے لیے یہ دور 1831ء تا 1841ء قیامت صغریٰ سے کم نہ تھا۔ بہت بڑی قتل وغارت اور ظلم ہوتا رہا۔

1845ء میں انگریزی دور شروع ہوا۔تو کچھ سکھ کا سانس لیتے ہوئے لوگوں کی زندگی بہتر بنی۔ پہلے ڈپٹی کمشنر جنرل کورٹ لینڈ بنے جو 1856ء تک رہے۔یہ آخری ڈپٹی کمشنر جے ایچ بیٹر تھے۔چونکہ یہ علاقہ مختلف قبائل میں بٹا ہوا تھا اور ہر قبیلے کا سردار اور تمندار ہوتا تھا۔عوام ان سرداروں کے رحم وکرم پر زندگی گزارتے ۔اگر کوئی سردار اچھا نیک ،طینت فطرت ہوتا تو ان کی زندگی امن وسکون سے گزرتی تھی۔اگر کسی قبیل کا کوئی سردار بدفطرت اور ظالم ہوتا تو ظلم کے آگے زاری ہے۔کے مصداق میں ان کا گزر بسر ہوتا رہا ہے۔اگر مجموعی طور پر تجزیہ کیا جائے تو یہاں کے لوگ بڑے ذہین، محنتی، جفاکش ،بہادر اور خود دار ہیں اپنی مدد آپ کے تحت اور محدود وسائل میں زندگی کی گاڑی چلاتے ہیں۔شاعر ،ادیب ، دانشمند اور علماء سے یہ دھرتی بھری پڑی ہے۔

تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے عوام کو تعلیمی لحاظ سے پسماندہ رکھا گیا۔ قیام پاکستان سے قبل گنتی کے پرائمری اور مڈل سکول تھے مسلمانوں کے لیے تعلیم کے دروازے ویسے بھی بند رہے۔ ہندوؤں کا غلبہ تھا۔ سردار اور جاگیر داروں نے اپنی رعایا کو محدود رکھا چونکہ یہ علاقہ زیادہ تر بلوچ اقوام پر مشتمل تھا۔ ان کا پیشہ مال مویشی پالنا اور غلہ بانی تھا بارش سب سے بڑا ذریعہ آبپاشی تھا۔ 1555ء میں ہمایوں دوبارہ تخت دہلی پر بیٹھا تو بلوچ قوم کو وسیع رقبے دیئے اور کچھ بلوچ منٹ گمری (ساہیوال)، بھکر، لیہ، مظفر گڑھ، خوشاب، چکوال اور اوکاڑہ میں جا کر آباد ہو گئے۔ بلوچ کی فطرت میں خدا اور برائی کم ہے۔ سرداری نظام سے تنگ آ کر بہت سے لوگ روزگار اور تعلیم کے حصول کے لیے کوئٹہ، ملتان، لاہور، راولپنڈی اور اسلام آباد چلے گئے۔ قیام پاکستان کے بعد کچھ بہتری کے آثار پیدا ہوئے۔ ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں مواقع ملنے پر یہاں کے بہت سے لوگ خلیج کی ریاستوں سعودی عرب، قطر، بحرین اور دبئی وغیرہ مزدوری کرنے چلے گئے۔ آج کل ہزاروں کی تعداد میں نہیں بلکہ لاکھوں میں یہاں کے لوگ وہاں مقیم ہیں اور اپنے لیے اور خاندان کے لیے کافی سرمایہ بھیج رہے ہیں۔ مالی لحاظ سے یہ علاقے کافی ترقی کر گئے ہیں اور تعلیمی لحاظ سے بھی بہتر ہوئے ہیں۔

سر ڈینزل ابیٹسن نے بلوچوں کو بڑا مہمان نواز، دلیر اور وفادار لکھا ہے۔ موجودہ دور میں بے شمار ہائی سکول، ہائر سیکنڈری سکول، کالجز ہیں۔ انڈس یونیورسٹی ڈی جی خان، غازی یونیورسٹی ڈی جی خان، زرعی یونیورسٹی ڈی جی خان، غازی میڈیکل کالج ڈی جی خان اور ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ ہیں شرح خواندگی بھی بڑھ گئی ہے۔ بہت بڑے دانشور، محقق، ادیب اور سکالر ابھر کر سامنے آئے ہیں۔

تنقیدی کام کیا جا رہا ہے نعت گوئی، تاریخ، ثقافت اور ادب پر کتب لکھی جا رہی ہیں چونکہ اب اسی علاقہ کے لیے ترقی کے مواقع کھل گئے ہیں یہاں کے لوگ دیگر علاقوں سے زیادہ ترقی کرتے نظر آ رہے ہیں۔ لیکن بے روزگاری بڑا مسئلہ ہے۔ یہ کہنے میں حق بجانب ہوں۔ کہ نعت گوئی کی روایت اور تحقیق و تنقید پر کام تو ہو رہا ہے مگر کم ہے۔ اس کی بڑی وجہ مقامی اور سرکاری سطح پر نمائندگی اور حوصلہ افزائی نہیں ہے۔ مقامی اور قومی اخباروں کی عدم دلچسپی ہے۔ فرید رنگ، بلال، غرب، آفتاب اور دیگر اخبار غائب ہیں۔ ان اخباروں نے نعت گوئی کی اور شعراء کی بڑی حوصلہ افزائی کی تھی۔ 1970ء کی دہائی میں مشاعرے ہوا کرتے تھے اور سرائیکی شعراء کی اور نعت گو شعراء کی بڑی پذیرائی ہوتی تھی۔ آج کل انسان مشین کی مانند ہو چکا ہے ادب اور لائبریری سے لگاؤ کم ہو گیا ہے کالجز، سکولز اور یونیورسٹیوں میں لائبریریاں تو موجود ہیں مگر مطالعہ کم ہے۔ کتب گھروں میں اور شعراء نعت گو کی کتب پہلے تو ہیں نہیں اگر کہیں ہیں تو بہت کم ہیں۔ اس سلسلہ میں مقامی سطح پر نعتیہ مشاعروں کا انعقاد ہونا چاہیے ویسے تو قصبوں اور شہروں میں میلاد شریف کی محفلیں منعقد ہو رہی ہیں لیکن نعت نگاری اور تنقید نگاری پر کام قدرے سست ہے۔

حواشی وحوالہ جات کتب باب اوّل

1۔ ڈاکٹر احسان احمد چنگوانی تاریخ ڈیرہ غازیخان حصہ دوئم خصوصی ایڈیشن ماہنامہ اوتا نومبر 2006ء صفحہ نمبر ۲۶

2۔ ڈاکٹر احسان احمد چنگوانی تاریخ ڈیرہ غازیخان حصہ دوئم خصوصی ایڈیشن ماہنامہ اوتا نومبر 2006ء صفحہ نمبر ۱۰۹

3۔ ڈاکٹر احسان احمد چنگوانی تاریخ ڈیرہ غازیخان حصہ دوئم خصوصی ایڈیشن ماہنامہ اوتا نومبر 2006ء صفحہ نمبر ۷۶-۷۷

4۔ ڈاکٹر احسان احمد چنگوانی تاریخ ڈیرہ غازیخان حصہ دوئم خصوصی ایڈیشن ماہنامہ اوتا نومبر 2006ء صفحہ نمبر ۱۶۲

5۔ سرڈینزل ابٹسن ''پنجاب کی ذاتیں'' اردو ترجمہ یاسر جواد لاہور فنکشن پبلیشرز 1998 صفحہ نمبر ۱۲۷

6۔ ڈاکٹر احسان احمد چنگوانی تاریخ ڈیرہ غازیخان حصہ دوئم ماہنامہ اوتا نومبر 2006ء صفحہ نمبر ۱۶۰

7۔ سرڈینزل ابٹسن ''پنجاب کی ذاتیں'' اردو ترجمہ یاسر جواد لاہور فنکشن پبلیشرز 1998 صفحہ نمبر ۱۲۳

8۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۲۳

9۔ 'کوجو بلوچ' مصنف شہزاد خان کتاب جنگ راجہ دہلی 1519 صفحہ نمبر ۱۶۳

10۔ سرڈینزل ابٹسن ''پنجاب کی ذاتیں'' اردو ترجمہ یاسر جواد لاہور فنکشن پبلیشرز 1998 صفحہ نمبر ۱۲۱

11۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۲۷

12۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۲۷

13۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۲۵

14۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۲۵

15۔ ڈاکٹر احسان احمد چنگوانی تاریخ ڈیرہ غازیخان حصہ دوئم ماہنامہ اوتا نومبر 2006ء صفحہ نمبر ۱۳۵، ۱۸۸

16۔ منشی حکیم چند تاریخ ڈیرہ غازیخان دوسرا ایڈیشن 1992 صفحہ نمبر ۴۳

17۔ ایضاً صفحہ نمبر ۴۴

18۔ ایضاً صفحہ نمبر ۴۵

19۔ عبدالقادر لغاری ''تاریخ ڈیرہ غازیخان'' حصہ دوئم سلیمان اکیڈمی 1990 صفحہ نمبر ۱۲۶

20۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۲۵

21۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۲۶

22۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۲۷

23۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۲۸

24۔ ڈاکٹر احسان احمد چنگوانی ''تاریخ ڈیرہ غازیخان'' حصہ دوئم ماہنامہ 'اوتا' نومبر 2006ء صفحہ نمبر ۱۱۵

25۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۱۶

26۔ سید بلو شاہ وایت کنندہ سکنہ شاہ پور ضلع لیہ (حواشی وحوالہ)

27۔ حواشی وحوالہ زین العابدین بلاک نمبر 7 صرافہ بازار زین جیولرز ڈیرہ غازی خان

28۔ حواشی وحوالہ قاضی شہاب الدین اکرم آباد گلی نمبر 3 ڈیرہ غازیخان

29۔ ڈاکٹر احسان احمد چنگوانی تاریخ ڈیرہ غازی خان دوئم ماہنامہ اوتا نومبر 2006 صفحہ نمبر ۳۸

30۔ ایضاً صفحہ نمبر ۳۱

31۔ ایضاً صفحہ نمبر ۳۱

32۔ ایضاً صفحہ نمبر ۴۳

33۔ ایضاً صفحہ نمبر ۴۰

34۔ ایضاً صفحہ نمبر ۶۵

35۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۸۲

36۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۸۳

37۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۸۴

38۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۸۴

39۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۸۵

40۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۸۵

41۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۸۶

42۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۸۷

43۔ ایضاً صفحہ نمبر ۹۸، ۳۷

44۔ حواشی وحوالہ زیر مطبوعہ آپ بیتی منظور احمد خان مہتر کالونی ڈیرہ غازی خان

45۔ حواشی وحوالہ غلام یٰسین خلیفہ دربار عالیہ پیر کرم شاہ وقبول شاہ بخاری بستی بغلانی تونسہ شریف

46۔ غلام عباس ریٹائرڈ نائیک سکنہ بستی گاڈی جنوبی تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈی جی خان حواشی وحوالہ

47۔ حواشی وحوالہ خدا بخش گرمانی سکنہ گوگن والہ روایت مجاور میاں ملتانی صاحب نزد ٹبی قیصرانی تونسہ

48۔ ڈاکٹر احسان احمد چنگوانی تاریخ ڈیرہ غازی خان دوئم ماہنامہ اوتا نومبر 2006 صفحہ نمبر ۱۸۰

49۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۸۱

50۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۸۲

51۔ ایضاً صفحہ نمبر ۴۰، ۲۶

52۔ عبدا قادر لغاری ''تاریخ ڈیرہ غازیخان'' حصہ دوئم سلیمان اکیڈمی 1990 صفحہ نمبر ۱۲۳

53۔ ڈاکٹر احسان احمد چنگوانی تاریخ ڈیرہ غازی خان دوئم ماہنامہ اوتا نومبر 2006 صفحہ نمبر ۸۳

54۔ ایضاً صفحہ نمبر ۸۴

55۔ ایضاً صفحہ نمبر ۸۵

56۔ ایضاً صفحہ نمبر ۸۶

57۔ ایضاً صفحہ نمبر ۸۷

58۔ ایضاً صفحہ نمبر ۸۸

59۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۷

60۔ ایضاً صفحہ نمبر ۷۰

61۔ ایضاً صفحہ نمبر ۵۹

62۔ محبوب عالم محبوب ڈاکٹر ''سخوران پاکستان'' 2010ء لاہور صائم پبلی کیشن صفحہ نمبر ۲۵۱

63۔ ایضاً صفحہ نمبر ۲۵۱

64۔ ماہرالقادری ''سرمایہ اردو'' پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور صفحہ نمبر ۱۰۳

65۔ منظور ملغانی سرائیکی نظم ''اُبھی واہے ٹھنڈی ٹھار'' زیر مطبوعہ آپ بیتی منظور احمد خان مہتر کالونی ڈیرہ غازی خان

66۔ محبوب عالم محبوب ڈاکٹر ڈیرہ غازی خان میں نعت نگاری ''حمد ونعت کا اسلامی ادب سے تعلق'' لاہور صائم پبلی کیشن 2013ء صفحہ نمبر ۴۰

67۔ خواجہ غلام فرید کافی نمبر ۱۶۷ دیوان فرید جھوک پبلیشر 2010ء ملتان

68۔ ماہنامہ مراۃ العارفین انٹرنیشنل لاہور مئی 2009ء صفحہ نمبر ۲۴

69۔ خورشید ناظر ''نخلستان ادب'' فرید کی کافیاں ادبی مجلّہ فرید نمبر 2006ء ایس ای کالج بہاولپور صفحہ نمبر ۴۱

70۔ ایضاً صفحہ نمبر ۴۴

71۔ ایضاً صفحہ نمبر ۴۴

72۔ وسیم عباس خواجہ غلام فرید ''نخلستان ادب'' ادبی مجلّہ فرید نمبر 2006ء ایس ای کالج بہاولپور صفحہ نمبر ۱۵۴

73۔ محسن نقوی گلدستہ نعت مرتب کردہ ندیم ایز تحریر صفحہ نمبر ۱۵۹

74۔ کیف انصاری ''زنجیروں کا نوحہ'' ڈیرہ غازیخان میں نعت نگاری محبوب عالم محبوب ڈاکٹر ۱۶۴

75۔ اعجاز ڈیروی ڈیرہ نعت نگاری محبوب عالم محمد ڈاکٹر پہلا ایڈیشن 2013ء صفحہ نمبر ۱۷۳

76۔ اسلم وارثی ''سوچیں دی معراج'' ڈیرہ غازی خان میں نعت نگاری محبوب عالم محبوب ڈاکٹر صفحہ نمبر ۲۲۱

77۔ عاصی کرنالی ڈاکٹر کا راحسن مضمون برائے ''فی احسن تقویم'' از جاوید احسن خان سلیمان اکیڈمی ڈیرہ غازی خان

78۔ نور محمد سائل ''ہیرے موتی'' مرتب محمد رمضان طالب عدنان بلوچ پرنٹرز بلاک X بی ڈویژن ڈی جی خان

79۔ ''گلدستہ نعت'' صفحہ نمبر ۲۰۰ تحریر سید مقبول محی الدین گیلانی سجادہ نشین دربار قادریہ ڈی جی خان ناشر رئیس عدیم فاران اکیڈمی ڈی جی خان صفحہ نمبر ۲۰۰

80۔ پروفیسر سجاد حیدر پرویز خصوصی تذکرہ ''رحمت اللعالمین ﷺ'' ڈی جی خان میں نعت نگاری محبوب عالم محبوب ڈاکٹر صفحہ نمبر ۳۲۶

81۔ احمد بخش خان طارق بحوالہ ''رحمت اللعالمین ﷺ'' ڈی جی خان میں نعت نگاری محبوب عالم محبوب ڈاکٹر صفحہ نمبر ۲۸۲

باب دوئم

1) نعت گوئی

مشہور تذکرہ نگار سید محمد قاسم نے پاکستان کے نعتیہ کلام پر بڑی محنت کی ہے۔نعت کے حوالے سے ڈاکٹر عصمت ناز کا ذکر انگریزی اُردو ادب میں نعت گوئی تاریخ جولائی/ اگست 2011ء میں شائع ہوا۔
محتاط اندازے کے مطابق لاہور میں نعت گوئی عروج پر ہے۔نعت گوئی پر سید محمد قاسم شاہ نے تین جلدیں مرتب کی ہیں۔ڈیرہ غازیخان میں نعت گوئی کا آغاز ہوا ہے مگر کوئی بڑا کام نہیں ہو رہا۔جس میں نعت نگاری کے حوالے سے تحقیق وتنقید کی گئی ہو۔

جاوید احسن خان کی 1999ء میں ''فی احسن تقویم'' کتاب منظر عام پر آئی لوح شفاعت 2009 میں آیا ڈیرہ غازیخان سے نکلنے والے جریدے فرید رنگ ہفت روزہ بلال، روزنامہ آفتاب اور غرب دونوں غروب ہو گئے۔الطاف حسین خان، خواجہ غلام فرید کا (1901-1845) ء ڈاکٹر طاہر تونسوی جس نے شاعر ہفت زبان کیا ہے۔غلام فرید نمونہ کلام اقبال کی نعتیہ شاعری مختلف شعراء کا کلام نعت نگاری میں اہم باب ہے۔(۸۲)
برصغیر پاک وہند میں نعت گوئی کا آغاز بہت قدیم ہے۔تبلیغ اسلام کے لیے بزرگان دین کی جب آمد ہوئی تو یہاں ہندومت اور بدھ مت کی چھاپ زیادہ تھی۔ ہندوؤں کو اسلام کی طرف راغب کرنے کے لیے مسلمان صوفیا کرام نے اپنا کلام راگ اور راگنیوں سے شروع کیا۔امیر خسرو سے جو ادب تخلیق ہوا اس پر ہندو چھاپ ضرور تھی۔شیخ بہاؤ الدین جن کا کلام قاضی محمود دریائی، شاہ علی محمد کے کلام سے ملتا ہے۔

ے امت نبیؐ محمد کی یہ محمود تیرا داس
برکت پیر چا پلندھا
سائیں پور دین من کی آس
(محمود دریائی)(۸۳)

حمد ونعت، منقبت اہل بیت اور اصحاب رسول کا تعلق مذہب سے ہے عیسائیوں اور مسلمانوں میں یہ تعلق شدید ترین ہے۔ برصغیر میں فن پارے کی تخلیق اور ساتھ ہی نعت کی بنیاد رکھی۔ 1977ء کو اقبال کا سال قرار دیا گیا۔ضیاء الحق کے دور میں نعت، حمد، منقبت خالصتاً عقیدت وروحانیت کی مظہر ہیں۔
ڈاکٹر مجید کا مقالمہ ''اُردو میں نعت'' کافی شہرت کا حامل ہے۔ پاکستان میں مولانا حالی، امیر مینائی، اقبال، بہزاد

لکھنوی، ظفر علی خان، محسن کاکوری، اثر صہبائی، حفیظ تائب، نعیم صدیقی، یوسف ظفر، قیوم نظر کے علاوہ دیگر شعراء کی نعت نگاری پر تنقیدی مقالات لکھے جا چکے ہیں۔محتاط اندازے کے مطابق لاہور میں نعت گوئی عروج پر ہے۔نعت نگاری اور نعت خوانی کے فروغ کے لیے ادبی تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔بشیر رحمانی اور مظفر وارثی مشہور ہیں۔نعت گوئی پر سید محمد قاسم شاہ نے تین کتب لکھی ہیں اور پورے ملک میں اِن پر کافی کام ہو رہا ہے۔

نعت گوئی کے لیے معیار کا تعین ضروری سمجھتے ہوئے تنقیدی حوالوں سے پرکھا جانے لگا۔پھر بھی اس صنعت کی تنقید کی کسوٹی پر صحیح معنوں میں پرکھا نہ جا سکے۔

یہ دور نعت نگاری کا ہے بہت سے شعراء نعتیں لکھ رہے ہیں ان کا موضوع ایک ہے صرف اور صرف آپ ﷺ کی ذات مقدس۔موجودہ دور میں نعت نگاری فن کا درجہ اختیار کر چکی ہے۔نعت نگاری کے بعد سیرت نگاری کو بھی بہت اہمیت حاصل ہو چکی ہے۔

حمد و نعت ایک مرکب عطفی ہے جس میں توحید و رسالت کی سمت نمائی کی گئی ہے۔اس سے شعوری قوتوں کو اپنی گرفت میں لا کر ہمیں اللہ رسول ﷺ کے ازل و ابدی رشتے سے آشنا کرتا ہے۔عشق و عقیدے میں جڑی ہوئی نعت اپنا فنی سفر طے کرتے ہوئے بیتی تجربوں اور عصری تقاضوں سے کماحقہ آشنائی حاصل کر چکی ہے۔مولانا احمد رضا خان بریلویؒ فرماتے ہیں کہ نعت شریف لکھنا مشکل کام ہے۔اس میں تلوار کی دھار پر چلنا پڑتا ہے اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے۔اگر کمی کرتا ہے تو تنقید ہوتی ہے ایک مکتبہ فکر کے نزدیک نعت نگاری کی اصل و اساس عشق رسول ہے اس دھرتی کے متعدد نقادوں نے اس صنعف کے تخلیقی خدوخال کو آئینہ تنقید میں دیکھنے کی سعی ضرور کی ہے۔اُن کے اصناف کے فکری، فنی اور تاریخی زاویوں پر تنقید نظر ڈالنے کا رجحان آزادی ہند کے بعد پیدا ہوا۔اس نوح کی تنقید کے عمدہ نمونے رسالہ جات، مرثیہ وغیرہ کی تنقید کے پہلو بہ پہلو، متعدد زاویے رون ہو رہے ہیں اس ضمن میں پاکستان کے مشہور نعت گو شاعر، حالیؔ، امیر مینائی، اقبال، ظفر علی خان، محسن کالوئی، حسرت موہانی، حفیظ جالندھری، ماہر القادری، حفیظ تائب، قیوم نظفر اور دیگر شعراء شامل ہیں۔جن پر تنقیدی مقالات لکھے جا چکے ہیں۔بیسویں صدی میں اسلامی ادب کے فروغ کیلئے امیر مینائی اور محسن کاکوری کا نام قابل تحسین ہے۔یہ باقاعدہ نعت گو شاعر تھے 1978ء تا 1988ء کا دور اس سلسلہ میں خاصا معاون سمجھا جاتا ہے (۸۴)۔

باب دوئم

2) اُردو میں نعت

برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی آمد سے اسلامی ادب نے فروغ پایا۔ اسلامی ادب کی ابتدائی نقوش جنوبی بھارت بیجاپور سے ملتی ہیں۔ صوفیا کا کلام اسلامی ادب کی طرف مائل کرنے کا ذریعہ تھا۔ اس کی روایات کا ارتقاء بہاؤالدین جاجن 1506-1566ء قاضی محمود دریائی، شاہ علی محمد سے ملتا ہے۔

کلام منقبت، مناجات، فالنامے، رشدنامے، خوش نامے، مختلف شکلوں میں نظم و نثر کے ذریعے تبلیغ اسلام کرنا مقصد تھا۔ برصغیر میں فن پارے کی تخلیق کے ساتھ نعت کی بنیاد رکھی گئی۔ 1977ء اقبال کا سال قرار پایا تو 88-1978 (دور ضیاء الحق) نعت اور مذہبی شاعری اور تنقید نگاری میں پیش رفت ہو۔ ڈاکٹر فیاض مجید نے اُردو نعت کے موضع P.HD کی ڈگری حاصل کی۔ حمد و نعت اور منقبت کو اسلامی ادب کے خانہ میں رکھا گیا ہے۔ بیسویں صدی سن اس سلسلہ کے فروغ میں امیر مینائی، محسن کانپوری قابل تحسین ہیں اور ڈاکٹر احسن زیدی کا کردار قابل تحسین ہے۔

نعت گوئی حضور پاک ﷺ کی حیات طیبہ پاک سے شروع ہوئی۔ قدیم تاریخ میں نعت گوئی جناب رسول پاک ﷺ کی ولادت باسعادت سے قبل شروع ہوئی ہے آپ ﷺ کی ولادت سے 560ء سال پہلے آپؐ کے آٹھویں پشت قبل دادا سیدنا کعب بن لولی نے اپنے عظیم المرتبت پوتے کی شان میں فرمایا تھا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے ''اچانک سیدنا حضرت محمدؐ آئیں گے۔ ایسی خبروں سے آگاہ کریں گے جس کی خبر دینے والا سچا ہوگا۔(۸۵)

نعت آپؐ کی ولادت سے قبل لکھی گئی ہے اور ولادت کے بعد بھی لکھی گئی ہے۔ یہ سلسلہ قیادت تک جاری و ساری رہے گا۔ نعت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی کسی شخص کی تعریف و توصیف بیان کرنے کے لیے۔ حضرت کعب بن زبیرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ، حضرت حسان بن ثابتؓ نے براہ راست تحسین حاصل کی، قصیدہ بردہ شریف کو آپ ﷺ نے خواب میں پذیرائی بخشی تھی۔ خواتین میں ام بعیدؒ نعت گو شاعرہ کی حیثیت سے مشہور ہیں ان کے بعد شیخ سعدیؒ، امام رومیؒ، جامیؒ، بیدل وارثی، امیر خسرہؒ، جان محمد قدسیؒ، شمس نمایاں ہیں۔

خطہ برصغیر پاک و ہند ہر دور میں اور زمانے میں عاشقان رسول عربی، فارسی، ہندی اُردو میں مختلف الفاظ و انداز میں پڑھاتے رہے ہیں۔

جناب رسالت مآب ﷺ کو مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ سید الانبیاؐ، سید المرسلینؐ، سید النبینؐ، امام اولین و آخرینؐ، فخر الرسولؐ، امام رسولؐ، سید الا اخلاقؐ، سید الکونین و ثقلینؐ وغیرہ۔ مولانا رومی، سید و سردار محمد نور جہاں، بہتر و بہتر شفیع

المذنبین، حضرت خواجہ فریدالدین عطار، آفتاب شرع، دریائے یقین، نور عام رحمت اللعالمینؐ، جنابﷺ کے وصال پر حضرت ابوسفیان بن الحارثؓ حضرت فاطمہؓ کو تسلی دیتے ہوئے......(۸۶)

ے معتبر بیک سید کل قبر
وفیہ سید الناس الرسول
(۸۷)

سیدنا امام ابوحنیفہؒ

ے یا سید السادات جئتک قاصداً
ارجو رضاک واحتمی بحماک
(۸۸)

حضرت خواجہ بختیار کاکی

ے گرچہ صورت آمدی بعد از ہمہ پیغمبراں
بمعنی بورہ سرخیل جملہ انبیا
(۸۹)

حضرت بوعلی قلندرؒ

ے اے ثنایت رحمۃ اللعالمین ﷺ
یک گدائے فیض تو روح الامین ﷺ
(۹۰)

حضرت امیر خسروؒ

ے رسل را ذات تست آں خاتم چست
کہ قرآں آبدیہ نقش و نگیں
(۹۱)

میر حسن دہلوی

؎ کیا حق نے نبیوں کا سردار اسے
بنایا رسالت کا حق دار اسے
(۹۲)

بہادر شاہ ظفر

؎ تو تھا سر پر اوج رسالت پر جلوہ گر
آم جہاں ہنوز پس پردہ عدم
(۹۳)

مندرجہ بالا ادیبوں، مفکروں، سکالروں اور شعراء کے علاوہ سینکڑوں اہل دانش قلمکار اور شعراء ہو گزرے ہیں جنہوں نے نعت گوئی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنی بخشش کے لیے نعتیں لکھیں اور پڑھیں۔

اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ حمد سرائی میں نعت سرائی اور نعت سرائی میں حمد سرائی کا پر تو یقینی ہے ہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں وہی جانتے ہیں جو ہمیں قرآن مجید نے بتایا ہے یا رسول اکرم ﷺ کی زبان مبارکہ سے سنا ہے۔ دونوں لحاظ سے آپ ﷺ کی ہستی حمد و نعت کا سر چشمہ ہے۔ صوفیا کرام کی شاعری میں حمد و نعت ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

خالد علیم کے مطابق

کلاسکی روایت کے شعراء کے بعد اردو نعت مولانا ظفر علی خان، علامہ اقبال، عبدالعزیز خالد اور حفیظ تائب کے حسن اسالیب سے نکھر کر احمد ندیم قاسمی تک اپنا سفر طے کرتے ہوئے ادب میں اپنی حیثیت منوا چکی ہے۔

عصر حاضر کے شعراء نے اپنی فکر و بساط کے مطابق نعت میں کچھ ہیتی تجربے بھی کیے ہیں اُن کا آہنگ شعرا پنے پیش رو شعراء کے رنگ و آہنگ سے مختلف ہے۔ لیکن اُن کا اسلوب فکر عصری تقاضوں کے عین مطابق ضرور ہے۔ جس سے نعت میں اثر گری اور وسعت نے جنم لیا ہے۔

؎ محمد ﷺ نہ آتے خدائی نہ ہوتی
خدا نے یہ دنیا بنائی نہ ہوتی
منظور ملغانی (۹۴)

باب دوئم

3) اُردونعت پرعربی کے اثرات

ڈیرہ غازیخان میں جتنے بھی بزرگان دین آئے وہ سب عرب علاقوں سے آئے ہوئے عربی تھی۔ ہمارے ملک میں بھی چونکہ اس دھرتی پرزیادہ تر افغانستان اور ایرانیوں کی حکومت رہی ہے۔

افغانیوں اور ایرانیوں کی زبان فارسی تھی اور جو بزرگان دین بغداد سے تشریف لائے ان کی زبان عربی تھی اور وہ فارسی پر بھی پورا عبور رکھتے تھے۔

اسلامی تعلیمات کا منبع قرآن مجید ہے اور احادیث حضرت محمدؐ ہیں۔

اس لیے مسلمانوں کو عربی زبان سے کافی پیار ومحبت ہے۔ اس لیے اس خطہ کی شاعری بالخصوص نعت گوئی پر عربی کے اثرات نمایاں ملتے ہیں۔

فن پارے کی تخلیق شعراء کا مذہب اور تصوف کی طرف رجحان فطری تھا۔ حمد ونعت اور منقبت نگاری وگوئی عقیدت اور روحانیت کی مظہر ہیں۔

اقبال کی شاعری کو قرآن وحدیث مبارکہ کا منظوم ترجمہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

ے رسالت کل امامت کل

سیادت کل امارت کل

(۹۵)

حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لیے نعت کی تعریف چونکہ بہت پرانی ہے آپ جہاں سے گزرتے راستے وہاں سے مہک جاتے اور آپ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ یقیناً تقاضہ ایمان ہے۔ اس لیے عربی شعراء آپ کی سخاوت، صداقت، امانت، دیانت اور دیگر خوبیوں کا تذکرہ کرتے آئے ہیں خالق کل، مالک کل کی حمد وثناء کے بعد تمام تر دور دونعت کا استحقاق رحمت عالم، مقصود عالم، مطلوب دو عالم، جان دو عالم، محسن انسانیت، شافع محشر، امام الانبیاء اور خاتم الانبیاء کو جاتا ہے برصغیر میں عرب تاجروں اور بزرگان دین کی آمد سے اسلام پھیلا اور یہاں کی زبان پر عربی زبان کے بہت اثرات ہیں۔ سندھی زبان عربی رسم الخط میں ہے۔ جنوبی ایشیاء کی قومی زبان کے طور پر رائج رہی۔ سب سے پہلے قرآن مجید کا ترجمہ سندھی زبان میں کیا گیا۔ سندھی زبان کے مشہور شعراء نے جو نعتیں لکھی ہیں ان پر عربی زبان کا اثر زیادہ ہے۔ جن میں شاہ عبداللطیف بھٹائی، سچل سرمست شامل ہیں۔

مولانا جامیؒ

ے کس نیست در جہاں کہ زحسنت عجب نمائد
اُمی در کمال حسن عجب تر ظاہر عجب
(۹۶)

محمد جان قدسیؒ

ے مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد خدایت چہ عجب خوش لقبی
(۹۷)

توصیف و مدح محمد ﷺ کا سلسلہ رب کائنات سے شروع ہوا۔ انبیاء علیہ السلام سے ہوتا ہوا آج تک جاری ہے۔
اُم بعید ہوں یا حسان بن ثابت یا کعب بن مالک یا عبداللہ بن رواحہ سب اسی زُلف کے اسیر ہوئے۔

عرش ملیسانیؒ

ے ملائکہ دست بستہ عرش و کرسی لطف آمادہ
محمد ﷺ صدر محفل بود شب جائے کہ من بودم
(۹۸)

بیدل وارثیؒ

ے بیدل کے عرش حقیقت نمی رسد
تا خاک پائے احمد ﷺ مرسل نمی شود
(۹۹)

علامہ اقبالؒ

ے نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ
(۱۰۰)

باب دوم

4) اُردو نعت پر فارسی کے اثرات

اُردو زبان جب وجود میں آئی تو اس میں عربی ، ہندی ، اور فارسی ،سندھی ، بلوچی، سرائیکی ، پنجابی زبانوں کے اثرات ہیں۔

اُردو نعت میں شیخ سعدی، خواجہ غلام فرید، علامہ اقبالؒ، میر انیس، میر دبیر جو کہ فارسی پر پورا پورا عبور رر کھتے تھے۔ انہوں نے جو نعت گوئی کی ہے اور نعتیہ کلام لکھا ہے اس پر فارسی کا اثر نمایاں جھلکتا ہے۔ کیونکہ پاکستان کے ہر صوبے یعنی پنجاب، سندھ، بلوچستان، کے پی کے، میں فارسی زبان کافی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

بزرگان دین نے بھی فارسی زبان میں قرآن پاک کے تر جمے لکھے اور اور تبلیغ کی تھی اور فارسی، زبان کا ان تمام جگہوں پر اور زبانوں پر اثر اور تھا۔ مثال کے طور پر چند اشعار پیش ہیں۔ علامہ اقبال نے یہ رباعی ڈیرہ غازیخان کے ماسٹر محمد رمضان عطا (عطائی) کو بخش دی تھی۔ علامہ اقبال کے کلام میں یہ رباعی نہ ہے۔

بقول شاعر:

ے تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذر ہائے من پذیر
در حسابم را نو بینی ناگزیر
از نگائے مصطفٰے پنہاں بگیر
(۱۰۱)

اُردو نعت پر فارسی ادب کا اثر نمایاں نظر آتا ہے۔ تونسہ شریف کے قصہ وہوا کے کھتران قبیلہ سے تعلق رکھنے والے سلطان اونگریب کی وجہ شہرت سلطان باہوؒ کی مصاحبت اور وہ مشہور شعر ہے جن کا تعلق اسفارسون سیکسر سے ہے۔

بقول شاعر:

ے عجب دیدم تماشا شیخ باہو
برات عاشقاں برشاخ آہو
(۱۰۲)

عجم کی زبان فارسی تھی بغداد چونکہ علم کا مرکز رہا ہے۔ بلند پایہ کے دانشور شاعر، بزرگ اورصوفیا کرام پیدا ہوئے اُن کی زبان بھی فارسی تھی۔ حضرت محمد ﷺ سے غیر مشروط، لامحدود محبت اور وفاداری کے مصداق ہیں۔ مولانا رومیؒ، شیخ سعدیؒ ،مولانا جامیؒ، طوسیؒ، قدسیؒ، امام بصریؒ اور علامہ اقبالؒ نے جو نعتیں لکھی ہیں اُن پر فارسی زبان کے اثرات زیادہ ہیں۔

امام بصریؒ

ے حسن یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تُو تنہا داری
(۱۰۳)

امام سعدیؒ

ے آں ذات خداوند کہ مخفی ابدت لجالم
پیدا و عیاں است بچشماں محمد ﷺ
(۱۰۴)

چغتائیؒ

ے محمد عربی ﷺ کہ آبروی مصر دو سر است
کس کے خاک درش نیست خاک بر مراد
(۱۰۵)

حسنؒ

ے اے کعبہ عشاق خداوند تعالیٰ
می پیش بہر حال ثناء گوی محمد ﷺ
(۱۰۶)

شمس تبریزیؒ

ے شمس تبریزی چہ داند نعت گو ہائے تُو
مصطفیٰ و مجتبیٰ و سید العلا توئی
(۱۰۷)

امیر خسروؒ

؎ خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکاں خسرو
محمد ﷺ شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم
(۱۰۸)

تمام صوفیا کرام اور بزرگ شعراء مادیت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ذکر محمد ﷺ کر کے عقیدت کے چراغ روشن کرتے رہے اور اپنے اسلوب کی جدت سے نعت کے میدان میں اپنا لوہا منواتے رہے۔ اُن شعراء کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ ان شعراء کے ذہن میں حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ میں (ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر) میں ہدیہ عقیدت پیش کرنا جو آپ کی ذات مقدس کے شایانِ شان ہو۔

؎ ذہن میں رکھ آئند لا ترفعوا اصواتکم
بات کر طبع پیغمبر کی نفاست دیکھ کر
(۱۰۹)

نعت (ماہر القادری) 1906-78ء

؎ تو مقصد تخلیق ہے تو حاصلِ ایمان
جو تجھ سے گریزاں وہ خدا سے ہے گریزاں
کردار کا یہ حال صداقت ہی صداقت
اخلاق کا یہ رنگ کہ قرآن ہی قرآں
انسان کو شائستہ و خود دار بنایا
تہذیب و تمدن تیرے شرمندہِ احساں
رحمت کا یہ عالم مروت کا یہ انداز
ماہرؔ سا گنہگار ہے وابستہ ِ داماں
(۱۱۰)

تجزیہ

شعر وادب کا ایک خاصا پہنچان بھی ہے جس کے مدارج عرفانِ ذات ،عرفانِ کائنات اور عرفانِ حق ہے ۔عرفانِ حق کے دو پہلو عرفانِ حق تعالیٰ اور عرفانِ حقوق یہی منصب ایک شاعر کو خضر راہ بناتا ہے ۔شاعر جن خوبصورتیوں سے متاثر ہوتا ہے ۔اسے پیرائے اظہار میں لاتا ہے ۔ادب اور زندگی دو علیحدہ چیزیں نہیں ۔شاعر وادیب سماجی ومعاشرتی رویوں کے تغیر وتبدل پر گہری نظر رکھتا ہے ۔ بڑے سے بڑا مسئلہ سے لے کر چھوٹی سے چھوٹی چیز اُس کے قلم کی دسترس میں ہوتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لیے انبیاء علیہ السلام اس دنیا پر بھیجے یہ نبی اور پیغمبر اپنی قوم کے سامنے شریعت پیش کرتے تھے ۔اُن کے ماننے والوں میں ہر طرح کے لوگ ہوتے تھے ۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں ۔اُن کی سیرت اور اسوہ حسنہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے انسان میں موجود عزم واستقلال ،شجاعت ،صبر وشکر ،توکل ،رضا وتقدیر ،برداشت ،قربانی ،قناعت ،استغنا ،ایثار ،جود ،تواضع ،خاکساری ،نشیب وفراز اور بلندی وپستی الغرض تمام اخلاقی پہلوؤں کے لیے جو مختلف انسانوں کی مختلف حالتوں میں یا ہر انسان کی مختلف صورتوں میں پیش آتے ہیں ۔ہمیں عملی ہدایت اور مثال جناب آنحضرت ﷺ کی سوانح اور اسوہ حسنہ سے ملتی ہے ۔

مندرجہ بالا پہلوؤں میں رہتے ہوئے شعراء کرام نے اپنے جذبات اور احساسات کے اظہار کو محبت اللہ تعالیٰ اور محبت رسول اکرم ﷺ کو ترجیح دیتے ہوئے نعت نگاری کی ۔اُن تمام شعراء کا ذکر کیا گیا ہے وہ اپنے زمانہ کے ولی تھے ۔ان کا عرفان ،والہانہ عقیدت اور محبت اُن کی لکھی گئی نعتوں میں صاف صاف نظر آتا ہے ۔

میری رائے میں:۔

نعت نگاری کی ترویج کے لیے ہمیں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے اور اپنے نعت لکھنے والے اور نعت گو شعراء پر مقالات لکھنے چاہیے ۔تاکہ ان کا نام ہمیشہ زندہ وجاویداں رہے ۔

حوالہ جات کتب

82۔ طاہر اقبال خان پروفیسر تحریک ادب اسلامی لاہور ماہ نو گولڈن جوبلی اگست 1997ء صفحہ نمبر ۳۳

83۔ محبوب عالم محبوب ڈاکٹر ''سخنوارانِ پاکستان'' 2010ء لاہور سمن آباد صفحہ نمبر ۹۷

84۔ رب نواز چشتی ڈاکٹر تحدیث نعت مضمون برائے ''نگہت بادِ بہاری'' از غنی عاصم 2011ء صفحہ نمبر ۴۳

85۔ طاہر اقبال خان پروفیسر تحریک ادب اسلامی لاہور ماہ نو گولڈن جوبلی اگست 1997ء صفحہ نمبر ۳۴

86۔ ایضاً صفحہ نمبر ۳۴

87۔ محبوب عالم محبوب ڈاکٹر نعت نگاری و تنقید نعت کی روایت 2013ء صائم پبلیکیشنز لاہور صفحہ نمبر ۳۴

88۔ ایضاً صفحہ نمبر ۳۴

89۔ ایضاً صفحہ نمبر ۳۵

90۔ ایضاً صفحہ نمبر ۳۶

91۔ ایضاً صفحہ نمبر ۳۶

92۔ ایضاً صفحہ نمبر ۳۶

93۔ ایضاً صفحہ نمبر ۳۷

94۔ حواشی و حوالہ منظور ملغانی غیر مطبوعہ نعتیہ کلام مہتر کالونی ڈی جی خان

95۔ حواشی و حوالہ محمد عمار رابعہ محفل نعت نعتیہ انتخاب

96۔ ڈاکٹر غنی عاصم ''نگہت بادِ بہاری'' 2011ء فاران اکیڈمی ڈی جی خان صفحہ نمبر ۳۸

97۔ ایضاً صفحہ نمبر ۳۹

98۔ ایضاً صفحہ نمبر ۳۹

99۔ ایضاً صفحہ نمبر ۴۰

100۔ ایضاً صفحہ نمبر ۴۰

101۔ محبوب عالم محبوب ڈاکٹر ڈی جی خان میں نعت نگاری 2011ء صفحہ نمبر ۶۷

102۔ ایضاً صفحہ نمبر ۲۰۴

103۔ ڈاکٹر غنی عاصم ''نگہت بادِ بہاری'' 2011ء ڈی جی خان صفحہ نمبر ۳۸

104۔ ایضاً صفحہ نمبر ۳۹

105۔ ایضاً صفحہ نمبر ۳۹

106۔ ایضاً صفحہ نمبر ۳۹

107۔ ایضاً صفحہ نمبر ۴۰

108۔ ایضاً صفحہ نمبر ۴۰

109۔ رب نواز چشتی ڈاکٹر تحدیث نعت مضمون برائے ''نگہت بادِ بہاری'' از غنی عاصم 2011ء صفحہ نمبر ۴۴

110۔ ماہر القادری ''نعت سرمایہ اردو'' 11 پنجاب ٹیکسٹ بک لاہور صفحہ نمبر ۱۰۳

باب سوم

1) اُردونعت وڈیرہ غازیخان

ڈیرہ غازیخان میں باقاعدہ اُردونعت گوشعراء کی تعداد میں اضافہ ضرور ہوا ہے۔اس موضوع پر تحقیق وتنقید کے حوالے سے کوئی بڑا کام سامنے نہیں آیا۔جاویداحسن خان کی کتاب ''فی احسن تقویم'' 1999ء میں منظرعام پر آئی۔ان کے اوران کی دوسری کتاب لوح شفاعت 2009ء میں شائع ہوئی ممتاز شاعر سہیل اختر (بلاک جے) ڈیرہ غازیخان مقیم بہاول پور نے نعت نگاری کے حوالے سے تحقیق وتنقید پر بڑا کام کیا ہے۔

سہیل اختر اپنے سہ ماہی رسالہ ''فراست'' بہاول پور میں حمدونعت کی اشاعت کرتے رہتے ہیں اوراس طرح نعت گوشعراء کی حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں۔

ڈیرہ غازیخان سے نکلنے والا مقامی جریدہ فریدرنگ بھی نعتیہ شعراء کرام کی حوصلہ افزائی کیلئے پیش پیش ہے۔مرحوم کیف انصاری جن کا تعلق روزنامہ آفتاب ملتان سے رہا ہے بقیہ عمر ''غرب'' سے رہا ہے۔
''غرب'' کا ہرشمارہ، شعروادب کی بہت بڑی حوصلہ افزائی کرتا تھا۔
کیف انصاری کے بعدغرب بھی غائب ہو چکا ہے۔

میرے نزدیک تاریخ نعت کے حوالے سے دیکھا جائے تو محبوب عالم محبوب نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ڈیرہ غازیخان میں نعت نگاری اورتنقیدنعت کی روایات رکھی اوراس پر مزید کام کرنے والوں کیلئے مشعل راہ ہے۔

ڈیرہ غازیخان کی تاریخ کی ورق گردانی کریں تو یہ خطہ روحانی طور پر مالا مال ہے اورانتہائی ذہین وفطین صاحب ذوق بقول شاعرادیب اوردانشور ہرگزرے ہیں جن کوصرف پاکستان میں نہیں بلکہ برصغیر پاک وہند میں اورتقریباً دوسرے ممالک میں جانا پہچانا جاتا ہے۔ان میں روحانی بزرگ شاہ سلیمان تونسویؒ، باہوسلطان، سخی سرور، پیرعادل، خواجہ غلام فریدؒ، خواجہ نظام الدینؒ، صاحب قابل ذکر ہیں۔اُردونعت گوشعراءاکرام میں کیترتونسوی کا شمار بھی ممتاز شعراء میں ہوتا ہے۔
موجودہ دور میں نعت میں تنقید وتحقیق کا رویہ بڑھ رہا ہے۔مقامی ادبی جریدوں کو بھی اس پر خاطر خواہ توجہ دینی چاہیے۔

اُردونعت میں جن شعراء نے اہم کردار ادا کیا ہے اُن میں......

حافظ پیر بخش چشتی تونسوی	:	1933ء (اشتراکیت)
بربط تونسوی	:	''آؤ توصیف مصطفٰے لکھیں''
اسلم وارثی	:	''سوچیں دی معراج''
جاوید احسن	:	''فی احسن تقویم''
نواز جاوید	:	''رحمتہ العالمین''
شعیب جاذب	:	''ارمغان حجاز'' (۱۱۱)

احمد بخش طارق وغیرہ نے نعت گوئی کو فروغ بخشا، محسن نقوی، پروفیسر شریف اشرف وغیرہ ڈیرہ غازیخان میں اُردو نعت گوئی پر بڑا کام کیا ہے اور زیادہ کام ہونا باقی ہے۔ دیگر نعت گو شعراء اور ادیبوں نے بڑا کام کیا ہے۔ جن میں محبوب عالم محبوب، رئیس عدیم وغیرہ۔

رابعہ خالد رانا (ماہر تعلیم) نے ڈاکٹر محبوب عالم محبوب کی کتاب (سخن واران) ڈی جی خان میں نعت نگاری میں اظہار خیال کیا ہے کہ ڈی جی خان میں اردو نعت کا آغاز ہندوستان سے 1947ء میں ہجرت کر کے آنے والے شعراء نے آ کر کیا۔ ان شعراء میں عالم متھراوی، جلال الدین اکبر شیخ، علامہ عیش فیروز پوری اور اُن کے شاگرد عبدالمجید تمنا قادر الکلام شاعر تھے۔ ندیم جعفری کے ہونہار شاگرد پروفیسر شکیل اختر غزل کا معتبر حوالہ ہیں۔ عالم متھراوی کے شاگرد کیف انصاری اور اُن کے شاگردوں میں سلیم فراز، انور صہبائی، ندیم ایزد، بشیر احمد راؤ، عامر فہیم، رفیق چغتائی، جاوید شیخ اور انور سعید نمایاں ہیں (۱۱۲)۔

نعت کے حوالہ سے شبیر ناقد کا مضمون تحصیل تونسہ شریف و ڈی جی خان کا ''ادبی و سماجی پس منظر'' میں انکشاف کیا ہے کہ تحصیل تونسہ شریف میں محترم کہتر تونسوی قیام پاکستان کے وقتوں میں مولود شریف اور سرائیکی نعتیں لکھا اور پڑھا کرتے تھے۔ مذکورہ شعراء کا کلام زینت اشاعت نہ ہوسکا ماسوائے سہیل اختر (قوس عقیدت)، لوح شفاعت جاوید احسن کا نعتیہ کلام شائع ہوا۔ رشید قیصرانی، آغا اعجاز اکرم لدھیانوی، خاور رفیق جسکانی اور آغا بشیر احمد خاموش وغیرہ کا کلام کتابی شکل میں شائع ہوا ہے یا نہیں۔ (۱۱۳)

باب سوم

2) ڈیرہ غازی خان میں نعت گوئی کا آغاز وارتقاء

ڈیرہ غازیخان میں باقاعدہ نعت گوشعراء کی تعداد میں اضافہ ضرور ہوا ہے۔مگر نعت نگاری کے حوالے سے تنقید و تحقیق پر کوئی بڑا کام نہیں ہوا۔

جاوید احسن خان کی کتاب ''فی احسن تقویم'' پہلی کتاب ہے جو 1999ء میں منظر عام پر آئی۔

''لوح شفاعت'' 2009ء میں آئی۔طاہرہ سوز نے بھی بڑا کام کیا۔

ممتاز شاعر سہیل اختر نے نعت گوئی پر کافی کام کیا ہے ان کا سہہ ماہی رسالہ (فراست) حمد و نعت گو شعراء کرام کی حوصلہ افزائی میں پیش پیش ہے۔

ڈیرہ غازیخان سے نکلنے والا جریدہ ''فرید رنگ'' بھی نعتیہ شاعروں کی حوصلہ افزائی کرتا رہتا ہے۔روزنامہ آفتاب اور روزنامہ بلال،''روزنامہ غرب بھی حوصلہ افزائی کرنے میں کسی سے پیچھے نہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب ایک فضاء بنتی جارہی ہے۔اور نعت میں تنقید کا رویہ بھی پھیلتا جارہا ہے۔

''دیوان فرید'' بھی حمد و نعت پر مشتمل ہے۔ان کا اوڑھنا بچھونا عشق محمدؐ رہا ہے۔عاشقان رسولؐ کے تذکرہ میں خواجہ فریدؒ کو ضرور یاد رکھا جائے گا۔

نعت گوئی کے حوالہ سے ایک اہم نام اسلم وارثی ہیں انہوں نے فاران نعت اکیڈمی بنائی ہے۔نعت گوئی کے سالار اعلیٰ سمجھے جاتے ہیں۔محسن نقوی کی مذہبی کلام پر مبنی شاعری میں حمد و نعت ملتی ہے۔ڈاکٹر غنی عاصم کا نعتیہ مجموعہ ''نکہت باد بہاری'' 2011ء میں شائع ہوا شباب ڈیروی 1980ء سے شاعری کررہے ہیں۔ان کی نعت ''میڈی کائنات'' منظر عام پر آچکی ہے۔تحصیل تونسہ شریف کے بزرگ شعراء بربط تونسوی کہتر تونسوی، طاہر تونسوی، رشید قیصرانی، مشہور ہیں۔جنہوں نے نعت گوئی میں مقام پیدا کیا۔اور نعتیہ کلام پر مبنی کتب تحریر کی ہیں۔

دلبر مولائی، ''لمحہ لمحہ عبرت'' ان کا عراق اور شام، ایران کا سفر نامہ، نواز جاوید، ندیم ایز دکھوسہ، وحید تابش، اقبال شاہد، اعجاز ڈیروی، مشہور دانشور رئیس عدیم نے کتابوں کی اشاعت میں بھرپور کام کیا ہے۔

اس سلسلہ میں اور بھی بہت زیادہ کام رہا ہے۔

اُمید کی جاتی ہے کہ ڈیرہ غازیخان کا شمار لاہور کی طرح نعت گوئی میں صف اول میں آجائے گا۔

نعت گوئی کا آغاز وارتقاء

ڈیرہ غازی خان امیں یوں تو قریباً سبھی شعراء نے نعتیں لکھی ہیں ان شعرا میں قدیمی شاعر کہتر تونسوی تھے۔جن کی اشعار آج بھی لوگوں کو یاد ہیں۔ شبیر ناقد نے اپنے مضمون ''تحصیل تونسہ اور ڈی جی خان کا ادبی وسماجی پس منظر'' میں ذکر کیا ہے ہ کہتر تونسوی کے مولود شریف یعنی سرائیکی نعتیں قیام پاکستان سے قبل لکھی گئی تھیں۔آج بھی لوگوں کو یاد ہیں یہ کلام زیب اشاعت سے ہم کنار نہیں ہوسکا۔

ان کی مشہور منقبت کے کچھ شعر یہ ہیں:

ملک بولے فلک تیں آج نبی ﷺ کا دلربا جمایا
آکے بی بی نہ پچھ بچڑا آپیں اے راز کھل ویسن
الھیوں کافی اشارہ ہے کہ شہید کربلا جمایا
ملک بولے فلک تین آج نبی دا دلربا جمایا
(کہتر تونسویؔ)(۱۱۴)

دیوان فرید حمد ونعت پر مشتمل ہے خواجہ صاحب وصورت کے راگ الاپنے اور ذات احد سے محبت نغمے چھیرنے کی استغراقی کیفیات کے دوران میں مدحت رسول ﷺ کی سعادت حاصل کرنے میں سرگرم رہے ہیں۔

خواجہ صاحب کی محبت وعشق رسول ایسے ہے جیسے دھنک کے ساتھ رنگ پھول کے ساتھ خوشبواور سورج کے سات ضیاء۔

تتی تھی جوگن چودھار پھران
ہند سندھ پنجاب تیں بار پھران
سنج بار کے شہر ہزار پھران
متاں یار ملم کہیں سانگ سبب
(دیوان فریدؔ)(۱۱۵)

موجودہ دور میں اسلم کوثر لفظ خوشبو، جاوید آفس کی لوح شناخت، بربط تونسوی آؤ توصیف مصطفیٰ ﷺ لکھیں سہیل اختر قوس عقیدت اور ابرتا ہوا شاعر شباب ڈیروی کونین داواتی ڈاکٹر غنی عاصم کی شاعری میں عقیدت اور عشق مصطفیٰ ﷺ کا اظہار قدم قدم پر ملتا ہے نگہت باد باری اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے ان کے چند شعر............

میں مدینے گیا دیکھتی رہ گئی
مجھ کو میری دعا دیکھتی رہ گئی
سبز گنبد جو دیکھا مجھے رشک سے
چشم بادِ صباء دیکھتی رہ گئی
(ڈاکٹر غنی عاصمؔ)(۱۱۶)

تونسہ شریف کے نعت گو شاعر ظہور احمد فاتح کیف غزل جس کے مصنف شبیر ناقد ،کمپوزنگ مدیحہ بلوچ اور تتزیں عبدالقادر ملتانی کی ہے پروفیسر صاحب کو علمی وادبی لحاظ سے اعلی مقام حاصل ہے میرے نزدیک وہ جمالیاتی احساسات عرفان وآ گہی ،رجائیت ،کثیر الجہات اور شاعر رومان کہنا غلط نہ ہوگا وہ غزل اور نظم کے شاعر ہیں۔

2006ء میں حدیہ شعری مجموعہ روح تیرے مراقبے میں اور 2007ء میں نعتیہ کلام سلام کہتے ہیں شائع ہوا ہے۔

اُف میرے خدا کتنا بھیانک تھا وہ منظر
انسان تھا انسان کے قدموں میں پڑا تھا
(ظہور فاتحؔ)(۱۱۷)

محبوب عالم محبوب کی کتاب سخوران پاکستان 2010ء میں شائع ہوئی ڈیرہ غازی خان میں نعت نگاری کے عنوان سے 2013ء میں شائع ہوئی محبوب عالم محبوب نے بہت بڑا کام کیا اس سلسلہ میں ہماری رہنمائی ہوئی ہے ان کے اس بیش بہا قیمتی اثاثے کو ہمیشہ یادرکھا جائے۔

شباب ڈیروری میں اس سلسلہ میں کئی مشاعروں سے خوبصورت نعت نگاری ہو رہے ہیں نعت گوئی کی روایات میں انہیں ہمیشہ یادرکھا جائے گا۔

ان کتاب نعت میدان کائنات مشہور ہے کونین داواتی ان کی تصنیف ان سے قبل ممتاز شاعر ندیم ایز دکھوسہ نے ڈیرہ غازی خان کے ممتاز نعت گو شعرا کی کتاب ورفعنا لک ذکر ترتیب دی جو گلدستہ نعت کے نام سے شائع ہوا اس میں ڈیرہ غازی خان کے 36 شعرا کے علاوہ امام احمد رضا خان بریلوی ،مولانا ظفر علی خان ،مولانا حامد علی خان ،آفتاب احمد شاہ ،احمد ندیم قاسمی کی مشہور زمانہ نعتیں شامل ہیں۔

آج کل کے اس دور میں دو نام جاوید احسن اور پروفیسر سہیل اختر کی کتاب قوس عقیدت اور اقبال شاہد جنہوں نے قصیدہ بردہ شریف کا منظوم اور ترجمہ کیا گلدستہ میں بڑے بڑے شعراء شامل ہے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

نعت گوئی کی روایات میں کیف انصاری ،مجید تمناء ،وحید تابش ،سہیل اختر ،اقبال شاہد، واقف قادری ،ندیم ایزد

پیش پیش ہیں ملک کے طول وعرض سے نعت گوئی شعرا کا تعارف پر مشتمل تین ضخیم جلدوں پر مشتمل پیش کرنے والے سید محمد شاہ خراج تحسین کے لائق ہیں تیسری جلد میں مقالہ سہیل اختر کا لکھا ہوا ہے اس جلد کا مقدمہ لکھنا سہیل اختر کے لئے ایک بڑا اعزاز ہے ڈاکٹر سہیل اختر اور محبوب عالم محبوب تمغہ حسن کارکردگی سے مقدار ہیں۔

ڈیرہ غازی خان کے بہت بڑے ادیب شاعر محسن نقوی نے بھی اس سلسلہ میں بڑا کام کیا تھا برگ صحرا اور دوسری کتب میں نعتیہ شعر ملتے ہیں انہیں حضرت محمد ﷺ اور آل رسول سے بہت بڑی عقیدت تھی پاکستان بھر میں مشہور تھے ان کا تعلق بھی ڈیرہ غازی خان سے ہے۔

میں آنکھیں بند رکھتی ہوں نجمہ شاہین بہت بڑی ادیبہ اور شاعرہ ہیں نعت گوئی میں ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائیگا ڈیرہ غازی خان میں ماہ ربیع الاول کے مشاعروں میں نعت پڑھنے کی روایت ہے اور سکولوں میں اسمبلی میں بھی نعتیں پڑھی جاتی ہیں پچھلے دور میں ترقی پسندی کے فیشن میں نعتیہ مجموعوں میں حمد و نعت ضرور دے دی جاتی تھی یا احتراز کیا جاتا رہا ہے عصر حاضر میں نعت نگاری ایک تحریک سے وابستہ ہوگئی ہے اس کیلئے نعت کے تمام تر لوازمات کو جاننا ضروری ہے ۔حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ، اصحابہ کرام کرمرتبہ اور اہل بیت کے مقام کو جاننا ضروری ہے۔حمد و نعت میں یہ آگاہی بھی ضروری ہے کہ حماد خدا اور حماد جناب رسالت ماب سے کسی قسم کی دلی سرزد نہ ہو۔(۱۱۸)

شرک حنفی، شرک جلی، شرک فی المراتیب وغیرہ سرزرد نہ ہو کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے اور جس نے شرک کیا تو گویا آسمان سے گرا غلام حسین بزدار نعت اور آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ کے تذکرہ یہ زور دیتے ہیں رب نواز چشتی کہتے ہیں کہ نعت کا طریقہ امتیاز یہ ہے کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر سبحان اللہ نعت گوئی عبارت کے زمرے میں آتی ہے۔ڈاکٹر محبوب عالم محبوب کے نزدیک نعت اظہار عشق مصطفی ﷺ شفاعت حشر کا ذریعہ ہے۔

اسلم وارثی کہتے ہیں کہ نعت گوئی خود اس پیغام کی طرف دعوت ہے جو نبی کریم ﷺ کے ذریعے اس دنیا کو دیا گیا ہے۔ندیم ایز دنے نعت گوکو روحانی وابستگی کے حوالے سے دیکھا ان کے نزدیک دنیا میں لکھی جانیوالی نعتیں روحانی معیار کی ہیں اور تمام نعت گو ایک جیسے ہوتے ہیں۔ڈیرہ غازی خان میں نعت گوئی اور تنقید نعت پر کتابیں اور مضامین کافی ہیں مگر ان تک رسائی مشکل ہوگئی ہے تاہم ان کی کھوج کی جارہی ہے۔

ایوبی دور مین ایران میں سفارت خانہ میں اعلی عہدہ پر سرفراز خان قیصرانی رہے تھے 1963ء میں ان کی وفات ہوئی پاکستان کی سیاست میں مشہور قانون دان، وسیم سجاد اور ان کے داماد کرنل محمد حیات خان کی والدہ فارسی کی بڑی شاعرہ تھیں ۔محترمہ دیبا قیصرانی مشہور شاعرہ ہیں اور وکیل ہیں اس دھرتیمیں ہمیشہ شعور کی جیت ہوئی مطلوب حسنین کی سرائیکی بجھارتاں 1983 میں کتاب آئی ابن قیصر کی پہلی کتاب ٹک ٹکوار 1983ء سے 2001ء تک شائع ہوئی اور ملک الہی بخش جاوید، محمد یار

قیصرانی، سہیل شہزادہ، شفقت بزدار مشہور اور شاعر رہے اور نعت گوئی میں حصہ بھی ملاتے رہے۔ جن کی دستاویز ملنا دشوار ہے۔

ڈیرہ غازی خان میں خواتین شاعرات چند ہیں اسماء وارثی ،بشریٰ قریشی ،شاہین ڈیروی، سعیدہ افضل، ایمان قیصرانی، نجمہ شاہین کھوسہ، نسیم اختر بلوچ، سائرہ جاوید بھٹی، رانی شفق مشہور ہیں۔ اسماء ناز وارثی کا شعری مجموعہ فرشتے پوچھتے ہیں شائع ہوا اور 1940ء میں شادی کے بعد کینڈا میں مقیم ہیں طاہر نے نعت نگاری میں بڑھ چڑھ کر حد لیا ہے ان کے کتاب چھپ چکی ہیں سعیدہ افضل کہانی نگار، افسانہ نگار، شاعرہ ہیں اور سماجی کارکن ہیں رانی شفق کا کلام دنیائے ادب 2010ء میں شائع ہوا ڈاکٹر شاہین ڈیروی نے نعتیہ کلام پڑھا اور لکھا بھی ہے ایمان قیصرانی اور ڈاکٹر نجمہ شاہین کھوسہ تھیں شعری مجموعے میری یاد آئے گی اور کیوں آنکھیں بند رکھتی ہوں شائع ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالغنی کی شاگردہ سائرہ جاوید بھٹی شاعری کر رہی ہیں ان کے نعتیہ کلام کے مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ان شاعرات کی پاکیزہ تحریر ابھرتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ نعت گوئی کی روایات میں کافی کام کیا جا رہا ہے۔ مختلف اکیڈمیوں میں یہ کام کیا ہے۔ (۱۱۹)

جن میں مجید امجد اکیڈمی، فرید ادبی، عامل اکیڈمی، خواجہ اکیڈمی، بزم فرید، زندہ لوگ، فاران اکیڈمی، فاتح اکیڈمی وغیرہ شامل ہیں ادبی رسالے جن میں فرید رنگ، وسیب، سنگھار، اوتا، تانگھ، ارتکاز، فراست، تشویش وغیرہ ہیں اس سلسلہ مین جن اخبارات نے کام کیا ان میں بلال حلب، نوائے سلیمان، ضرب کلیم، پاک سرزمین، المنظور نیلاب، صلاحیت، کسک شامل ہیں۔

ڈیرہ غازی خان میں غزل، نظم، سرائیکی معاشرے دھوم دھام سے ہوتے ہیں لیکن نعتیہ مشاعرے تھوڑے منعقد ہوتے ہیں ڈیرہ غازی خان میں یوں تو اردو سرائیکی شاعری کے بے شمار کتابچوں کی شکل میں ملتے ہیں ممتاز شاعر ندیم ایز دنے جو غیر مجلّہ کتاب گلدستہ نعت مرتب کیا اس میں عظیم شعراء کی عظیم اور مشہور عام نعتیں قلمبند کی ہیں اس کے ناشر رئیس عدیم ہیں جو خود ایک دانشور اور ادیب ہیں اس کتاب میں ڈیرغازی خان سے تعلق رکھنے والے نعت گو چند شعرا کی نعت چند اشعار جن کا ذکر ڈیرہ غازی خان کے شعرا میں نہیں ہے۔ سید آفتاب احمد شاہ دوران ملازمت جو ڈیرہ غازی خان میں رہے تھے۔

انہوں نے یہ نعت لکھی تھی۔

گیت گایا ہے اسم احمد ﷺ کا
بھید پایا ہے اسم احمد ﷺ کا
میں برائی کا ساتھ کیسے دوں
مجھ پہ سایہ ہے اسم احمد کا

(سید آفتاب احمد شاہ) (۱۲۰)

وحید تابش

ڈیرہ غازی خان کے نعت گو شعراء میں شمار ہے وہ ٹیچر تھے۔

؎ یوں تو یہ سارا زمانہ مہربان تابش مگر
مالک کونین راضی ہوتو پھر کیا چاہیئے
(۱۲۱)

اقبال شاہد

ڈیرہ غازی خان کے عظیم شاعر جنہوں نے قصیدہ بردہ شریف کا اُردو میں ترجمہ کیا۔

؎ ہمارے جیسا بلند اقبال کون ہوگا
کہ دھوپ تھی اور سائبان آپ ﷺ نے کیا تھا
(۱۲۲)

پروفیسر شریف اشرف

؎ اشرف یہ تمنا ہے سرشام ابدخواب
میں گنبد خضرا کی خنک چھاؤں میں سوؤں
(۱۲۳)

محسن نقوی

؎ نصیب ہو جو کف مصطفیٰ محسن
تو بے زبان تھی سخنور دکھائی دیتے ہیں
(۱۲۴)

صابر شہزاد

ے غش ہوا موسی کو جس جلوہ دیدا ر سے
رہ گئے ہیں عرش پر ملنے اسی دلدار سے
درمیان گر صورت نقطہ نہ ہونام نبی
دائرے گر صورت نقطہ نہ ہوتو نبی
دائرے بیزار ہو جاتے ہر ایک پیرکار سے
(۱۲۵)

عبدالمجید تمنا

ے زخم کھاتے ہیں مگر لب یہ دعا آتی ہے
یہ ادا کس کو محمد کے سوا آتی ہے
میں یہ دعوے کروں کیا میری تمنا یہ مجال
کہ مجھے مدحت ممدوح خداآتی ہے
(۱۲۶)

واقف قادری

ے عرب دیکھتے ہیں عجم دیکھتے ہیں
تمھارا ہی سب پر کرم دیکھتے ہیں
(۱۲۷)

کیف انصاری

ے آئینے کی صورت وہ تاحشر رہے گا کیف
جب تک لے گا رات کا روشن تارا اس کا نام
(۱۲۸)

اعجاز ڈیروی

ے　اعجاز جب بھی روئے ہیں عشق نبی ﷺ میں
دامن پہ جو بھی اشک گرا باوضو رہا
(۱۲۹)

انجم صہبائی

ے　کس قدر ان پر یہ ہے احسان رسول عربی
جن کو حاصل ہوئی پہچان رسول عربی
(۱۳۰)

شکیل پتافی

ے　روشن میرے شعور میں تیرا خیال ہے
اور یہی شعور آگہی تیری.
(۱۳۱)

جواد فکری

ے　میری آنکھیں منور ہوگئیں تیری تجلی سے
کہ جب میں نے خاک مدینہ لگایا ہے
(۱۳۲)

ذکاء اللہ انجم

ے　سن لیں یہ عہد تازہ کے بو لہب و بوجہل
ڈرتے نہیں کسی سے غلامانِ مصطفیٰ ﷺ
(۱۳۳)

ہدایت اللہ کھتران

ے کبھی تو خواب میں جلوہ دیکھا دو یا رسول اللہ
میری خوابیدہ قسمت جگا دو یا رسول اللہ
(۱۳۴)

جہانگیر راز

ے یہ کس زبان سے کہوں میں کہ ہوں غلام ترا
کجا یہ بندہ عاصی کجا مقام تیرا
(۱۳۵)

سعید احمد سعید

ے مجھے اپنا روضہ دکھا کملی والے
ہے اتنی تمنا دل مضطرب کی
میرے دل کی حسرت مٹا کملی والے
مدینے میں جلدی بلا کملی والے
سرکار نے غلام کو مولی بنایا
(۱۳۶)

اسلم وارثی

ڈیرہ غازی خان کے عظیم نعت گو شاعر ہیں سوچیں دلی معراج سے نمونہ کلام لیا گیا ہے۔

ے نبی کا نام لے کر جب ذرا جھوم لیتے ہیں
فرشتے اپنی پیشانی کو آ کر چوم لیتے ہیں
نکلتے ہیں زبان مصطفیٰ ﷺ سے وارثی جو لفظ
انہی لفظوں سے ہم قرآن کا مفہوم لیتے ہیں
(۱۳۷)

اعجاز ڈیروی

؎ کروں کیوں نہ اعجاز میں ان کی مدحت
کہ ذکر ان کا میری شبوں کا وظیفہ
جہاں میں دمکتا ہے اسم محمد ﷺ
اسی نام کی روشن چار سو ہے
(۱۳۸)

نواز جاوید

سرائیکی نعتوں کا مجموعہ بہار عقیدت ''تانگھاں'' شائع ہو چکا ہے

؎ یار پیار مدنی سوہناں
آلو دا تارا مدنی سوہناں
چن پیا تھیوے ٹوٹے ٹوٹے
کرے اشارہ مدنی سوہناں
(۱۳۹)

محمد نواز بزدار

ان کا تعلق نواں جنوبی نزد چوٹی زیریں سے ہے خوشبو نعتیہ مجموعہ جو سرائیکی میں ہے ''سک سرور''

؎ قسمت نے ساتھ بخشا
رہساں سدا مدینے
جیواں نواز کیویں
ہے دلربا مدینے
(۱۴۰)

محمد اکرم شاہ

ان کا تعلق مانہ احمدانی سے ہے بانی دبستان عروض مانہ احمدانی میں ہے۔

ے مصطفی کی معرفت بولہب نے جانی نہیں
اللہ اللہ آپ کا سایہ نہیں ثانی نہیں
واقعہ معراج اکرم غلبہ ہے اسلام کا
خواب کہنے والوں کی تفسیر ایمانی نہیں
(۱۴۱)

رسول بخش حافظ

ان کا تعلق مانہ احمدانی سے ہے گلدستہ عقیدت ان کی تصنیف ہے۔

ے محبو ب رب عالی نسب مدنی مٹھا درتے سڈا
مختیار کل ختم رسل سئیں دلربا روندے رہا
حافظ سدا لنگدے دعا شر کر بلا صدقے والا
بک وار ول دیکھاں محل محبو ب رب ہن نہ روا
(۱۴۲)

محبوب جھنگوی

مستقل رہائش ڈیرہ غازی خان میں ہے نعت گوشاعر ہیں ان کی دو کتب کلر کی، موٹر کار منظر عام پر آ چکی ہے ان کی غزلیں ادبی جرائد اور اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔

ے شان قدرت کمال تیرا خیال
رحمت ذوالجلال تیر ا خیال
حاصل زیست ہے تیرا محبوب
ارزوئے وصال تیرا خیال
(۱۴۳)

ڈاکٹر نجمہ شاہین کھوسہ

نجمہ شاہین ڈاکٹر کا شعری مجموعہ ''میں آنکھیں بند رکھتی ہوں'' ڈیرہ میں نعت نگاری کی روایت میں خواتین شاعرات میں اُن کا بہت بڑا کردار ہے۔ ادبی وسیاسی لحاظ سے خواتین میں انہیں فخرِ ڈی جی خان سمجھا جاتا ہے۔

نموونہ کلام:

ے کہوں نعت کیسے سلیقہ سیکھا دو
میری سانس کو موجِ خوشبو بنا دو
(۱۴۴)

محمد رمضان طالب

ادبی تنظیم فرید ادبی سنگت کے بانی شمار ہوتے ہیں درس تدریس سے وابستہ رہے فرید رنگ شائع کرتے تھے

ے طالب کی کیا مجال لکھے شان مصطفیٰ
بعدا ز خدا بزرگ ہیں وہ قصہ مختصر
سائل نہ اُن کے در سے خالی کبھی گیا
ملتا اُسے سوا ہے مانگے وہ جس قدر
(۱۴۵)

وحید بخش غیاث

ان کا تعلق ڈیرہ غازی خان سے ہے اردو نعت میں شاعری کی اور قطر میں مقیم رہے واپس آ کر اجنبی غیاث کہلائے

ے اللہ کی رضا سے محبت رسول کی
ہے دین کی اسا س عقیدت رسول کی
اے کاش میں بھی ہوتا اس دور میں غیاث
غزوات میں تو کرتا شراکت رسول کی
(۱۴۶)

سعید اطہر

عظیم نعت گو شاعر ہیں ممتاز غزل کیف انصاری کے گرویدہ رہے سعید اطہر اس گلزار نعت کا تر و تازہ گلاب سمجھا جاتا ہے۔

ے زمین میلی نہیں ہوتی زمن میلا نہیں ہوتا
محمد کے غلاموں کا کفن میلا نہیں ہوتا
خدا دی کامل سنجان مولا
سعید اطہر دا مان مولا
میڈے کنوں جے تیڈاء قصیدہ
رقم تھیا ہے تیڈی عطا ہے
(۱۴۷)

سائر جاوید بھٹی

ڈاکٹر عبدالغنی عاصم کی شاگردہ ہے۔

ے جب تلک میں شباب میں ہوں
یا نبی مسلسل اضطراب میں ہوں
میری روح کو چین ملے کیوں کر
کیا خبر میں عاصیوں کے باب میں ہوں
(۱۴۸)

سید کوثر شاہ بخاری

ان کا تعلق گدائی ڈیرہ غازی خان سے ہے۔

ے تیرے جلوؤں سے منور محفل کون و مکا ن
تیری مدح ہورہی ہے آسمان در آسمان
یہ حروف عاجزانہ ہوں شاہ یثرب
ورنہ یہ کوثر کہاں اور آپ کی مدح کہاں
(۱۴۹)

نذیر احمد راہی

صفحہ ادارک پر تیری ثنا تحریر ہے
حرف کے ہونٹوں سے تو نکلی ہوئی تکبیر ہے
شافِ محشر کرم کچھ تو گناہوں کے عوض
راہی تو اسلاف کی بگڑی ہوئی تصویر ہے
(۱۵۰)

پروفیسر سہیل اختر (قوسِ عقیدت)

نمونہ کلام:

سبق وحدانیت کا مصطفٰے کے در سے ملتا ہے
شعور مرکز کعبہ اسی محور سے ملتا ہے
ہمارے ذہن پر بھی کاش وہ نعمتیں اتر آئیں
وہ نعمتیں جن کا رشتہ شافع محشر ﷺ سے ملتا ہے
(۱۵۱)

ندیم ایزد

اے خدا میں اس دور میں پید ا ہوتا
کاش میں نے تیرے محبو ب کو دیکھا ہوتا
بارہا سو چتا رہتا ہون ندیم ایزد یہ
وہ بشر تھے تو بشر کا کوئی سایہ ہوتا
(۱۵۲)

حافظ پیر بخش چشتی تونسوی

پاکستان کے مشہور نعت گو شعراء کی جلد دوم 2010ء میں ان کا ذکر ہے ان کا مشہور مقالہ اشترا کیت بہت مشہور ہوا تھا۔

لے کے دنیا سے وہی دولت ایمان گیا
میرے آقا ﷺ کی ناموس پہ جو قربان گیا

کاش ہاتف تجھے حافظ یہ بشارت دے دے
کہ تو آثار یہ حسان کے غزل خواں گیا
(۱۵۳)

بربط تونسوی

دیکھ کر دشمن سے بھی حسن سلوک
معترف ہے آپ ﷺ کی خلقت تمام
آخری خطبہ رسول پاک ﷺ کا
ملت بیضانہ پہ محبت تمام
(۱۵۴)

باب سوم

3) اردو نعت پر مقامی زبانوں کے اثرات

ڈیرہ غازی خان میں بہت سے اقوام نے آ کر رہائش اختیار کی ان کی زبان بھی مختلف تھی جن میں بلوچی، سندھی ،پشتو زبان کا بھی اثر ہے اس طرح یہاں عربی، ہندی، فارسی، سرائیکی پنجابی اور قابل ذکر ہے کیونکہ ڈیرہ غازی خان میں نعت نگاروں میں زیادہ تر سرائیکی فارس عربی اور پنجابی کا اثر زیادہ ملتا ہے۔

ڈیرہ غازی خان کی دھرتی پر مقامی زبانیں جن میں بلوچی، سرائیکی، پشتو، ہندکو، پنجابی اور پشتو کے کافی اثرات ہیں ۔لوگوں کے خیالات ،احساسات اور محسوسات کے اظہار کا بڑا ذریعہ زبان ہوتی ہے۔ کسی قوم کی شناخت کا بڑا ذریعہ بھی ۔ یہاں کی بلوچی شاعری میں رزمیہ اور عشقیہ شاعری کے علاوہ لوک داستانوں کا رنگ زیادہ ہے۔ اس کے اثرات اُردو نعت میں بھی محبت وعقیدت جناب رسالت مآب حضرت محمد ﷺ سے والہانہ طور پر ملتے ہیں۔ چونکہ یہاں کی اقدار مختلف ثقافتوں کا امتزاج ہے۔ سندھی زبان چونکہ قدیم زبان ہے اور ڈیرہ کا جنوبی علاقہ صوبہ سندھ سے ملتا ہے اور ان علاقوں میں سندھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ خواجہ غلام فریدؒ، سچل سرمستؒ، شاہ عبداللطیف بھٹائی اور پنجابی کے بزرگ شعراء باہو سلطانؒ، بلھے شاہؒ ،وارث شاہؒ اور شاہ حسین کی کافیاں پڑھی اور سنی جاتی ہیں۔ ان کا اس دھرتی کی نعت گوئی پر بڑا اثر ہے۔ اسی طرح اُردو نعت نے بھی کافی اثر لیا ہے۔

اُردو جدید فیروز اللغت میں نعت کے مفہوم کی اس طرح تشریح کی گئی ہے۔

نعت (ع۔ا مونث)(1) مدح، ثنا تعریف)(2) رسول اللہ ﷺ کی شان میں مدحیہ اشعار، نعتیہ (نع۔تی۔یہ)(ع۔صنف) نعت سے منسوب نعتیہ کلا (مذکر) حضور اکرم ﷺ کی توصیف میں کہے گئے اشعار............

نعت کا صرف فنی طور پر کامل ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ان احساسات سے معمور ہونا ضروری ہے۔ جو ایک امتی ہونے کی حیثیت سے دل میں محبت آنحضرت ﷺ ہونی چاہیے۔(۱۵۵)

چونکہ دھرتی ڈیرہ مختلف ثقافت پر مشتمل ہے۔ اس پر بلوچی، فارسی، سرائیکی، سندھی، پنجابی کے اثرات زیادہ ملتے ہیں۔

بقول شاعر:

جیکوں لبھدوں مسجد مندر
اوتاں وسدے دل دے اندر
(خواجہ فریدؒ)(۱۵۶)

بقول شاعر:

اَجاں فرعون باقی ہے اِجاں ہامان زندہ ہے
بشر وی راہ مارن تو اجاں شیطان زندہ ہے
میڈا ایمان ہے احسن این گئے گزرے زمانے وچ
اجاں کجھ لوگ باقی ہن اجاں انسان زندہ ہے
(جاوید احسنؔ)(۱۵۷)

ہندی ثقافت کا اثر نعت پر بھی ملتا ہے۔

جیون پھول کلی رنگ کرلی وہی
جیون نبی محمد ﷺ علی وہی
تیوں علی محمد ﷺ ولی وہی
(جیوگام دستیؔ)(۱۵۸)

بقول شاعر:

نگاہ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی یٰسین وہی طہٰ
(اقبالؒ)(۱۵۹)

پنجابی زبان میں مختلف اردو نعت گو شعراء نے یوں محبت کا اظہار کیا۔

چاند ٹکڑے ہوا پتھر نے پڑھا کلمہ
قابل دید ہے یہ شان رسول عربی ﷺ
پھول لفظوں کے مہک اٹھے زبان پر انجم
جب لکھی نعت پہ عنوان رسول عربی ﷺ
(انجم صہبائیؔ)(۱۶۰)

دوسری جگہ چند نعتیہ اشعار جن میں یہاں کی مقامی زبان سرائیکی، اُردو اور پنجابی کا بہت اثر ملتا ہے۔
بقول شاعر

حسنین جیندے بچڑے بوذر بلال خادم
الفت ازل دی میکوں ہستی عظیم دی
رحمت خدا محمد ﷺ آدم تو خلق اوّل
معراج آرزو ہی موسیٰ کلیم دی
برتر ہے شان سبھ تو میڈ ے حضور ﷺ دی
بخشش دا راز ساجدؔ الفت کریم دی
(ساجد فرید لغاریؔ)(۱۶۱)

خواجہ غلام فرید کی کافیاں اس بات کا مظہر ہیں کیونکہ ان کی شاعری ہفت زباں شاعر کا عندیہ ہے ان تمام زبانوں کی نعتوں میں ان کا ایک خاص امتزاج ہے
بقول شاعر

احمد ﷺ کا میم جانتا ہوں زلف کو فرید
اللہ کا الف مجھے قامت بتوں کی ہے
(۱۶۲)

تنقیدی جائزہ وذاتی رائے:۔

نعت گوئی کے تناظر میں ڈی جی خان میں نعت نگاری اور تنقید نعت کی روایت اور اس سلسلہ میں ہونے والی پیش رفت کا مکمل طور پر احاطہ کرنا تو مشکل اور کٹھن کام ہے۔قیام پاکستان کے بعد اردو نعت گوئی کا آغاز ہو گیا تھا تونسہ شریف کا خطہ جو کہ تعلیمی لحاظ سے یونان سمجھا جاتا ہے یہاں بڑے بڑے سکالر، مفکر، ادیب اور شاعر پیدا ہوئے۔استاد فیض اللہ فیض ،فکر تونسوی، خیر شاہ، کہتر تونسوی، اقبال سوکڑی، طاہر تونسوی، ارشاد تونسوی، شبیر ناقد ،ظہور احمد فاتح اور رشید قیصرانی وغیرہ پیدا ہوئے ان میں سے اکثر کا کلام نعت گوئی کے حوالہ سے زینت اشاعت نہ ہے آج کل کے دور میں انسان مشین بن چکا ہے جھوٹی شان وشوکت کی ہلاکتوں میں گرفتار ہے مگر خوبصورت باتیں سوچنے اور لکھنے والوں کی کمی نہیں ہے۔دنیا قریب سے قریب تر ہوتی جارہی ہے جب محنت اور دیانت کا صلہ کچھ نہ ملے اور قلم کاروں کی حوصلہ افزائی نہ ہو تو فطرت سے پیار کرنے والوں کو اپنا دم گُھٹتا ہوا نظر آتا ہے۔پھر بھی قلم کار اور شعراء حضرات معاشرے کے استحصالی طبقہ کی بدعنوانیوں اور چیرہ دستیوں کی نشاندہی کرنا اور کلمہ حق کہنا درحقیقت جہاد سمجھتے ہیں۔

ڈی جی خان میں عظیم شعراء نے جنم لیا ہے۔جن میں محسن نقوی، کیف انصاری، جاوید احسن ،اسلم وارثی ، انجم صہبائی، ڈاکٹر غنی عاصم ،احمد خان طارق اور نور محمد سائل بلکہ سینکڑوں کی تعداد میں ہیں ان میں سے راجن پور ،مظفر گڑھ اور لیہ کے شعراء علاوہ ہیں۔شومی قسمت سوائے چند اردو نعت گو شعراء کے باقی کا کلام زینت اشاعت نہ ہو سکا۔صرف چند نعتیں اور ڈوھڑے ملتے ہیں۔''گلدستہ نعت'' ندیم ایز دمشہور نعت گو شاعر کی کتاب چند لوگوں کے پاس موجود ہے۔حالانکہ اس میں ڈی جی خان اور راجن پور کے مشہور نعت گو شعراء کا کلام ہے۔ڈی جی خان سے تعلق رکھنے والے پروفیسر سہیل اختر ،محبوب عالم محبوب ،شبیر ناقد اور اسلم وارثی نے بہت کام کیا۔ان کی تحریر کردہ کتب ہمارے لیے مشعل راہ ہیں اور ہمیں مجبور کرتی ہیں کہ ہم بھی ایسا جذبہ پیدا ہو کہ ہم اپنے پیارے نبی ﷺ کی پیاری پیاری نعتوں کو اکٹھا کریں اور کتابی شکل دیں نعت نگاری اور تنقید نگاری کی روایت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

میرے مقالہ کا عنوان ڈی جی خان میں نعت گوئی کی روایت ایک منفرد اور مشکل کام تھا مگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اپنے اساتذہ کی رہنمائی سے میں نے یہ کام کسی حد تک خوش اسلوبی اور محبت رسول ﷺ کی لگن سے مکمل کیا۔جہاں تک مکمل کرنے کا حق ہے وہ نہیں ہو سکا۔

حواشی و حوالہ کتب:۔

111۔ رابعہ خالد رانا ماہر تعلیم ''عرض معاون'' ڈی جی خان میں نعت نگاری وتنقید نعت کی روایت 2011ء از محبوب عالم محبوب ڈاکٹر صفحہ نمبر ۲۶

112۔ ایضاً	صفحہ نمبر ۲۷

113۔ ایضاً	صفحہ نمبر ۲۸

114۔ حواشی و حوالہ منظور ملغانی ''مولود کہتر تونسوی'' غیر مطبوعہ نعتیہ کلام اردو وسرائیکی مہتر کالونی ڈی جی خان

115۔ وسیم عباس خواجہ غلام فرید ''نخلستان ادب'' ادبی مجلّہ فرید نمبر 2006ء ایس ای کالج بہاولپور صفحہ نمبر ۱۵۴

116۔ ڈاکٹر غنی عاصم ''نکہت بادِ بہاری'' 2011ء ڈی جی خان نعتیہ کلام صفحہ نمبر ۶۷

117۔ شبیر ناقد ظہور احمد فاتح 2013ء فاتح پبلکیشنز کالج روڈ تونسہ شریف صفحہ نمبر ۹۶

118۔ محبوب عالم محبوب ڈاکٹر ڈی جی خان میں نعت نگاری 2011ء صفحہ نمبر ۱۳۷

119۔ ڈاکٹر احسان احمد چنگوانی ''تاریخ ڈی جی خان ماہنامہ اوتا 2006ء صفحہ نمبر ۱۹۴

120۔ محبوب عالم محبوب ڈاکٹر ڈی جی خان میں نعت نگاری از گلدستہ نعت مرتبت کردہ ندیم ایز دصفحہ نمبر ۱۵۴

121۔ ایضاً	صفحہ نمبر ۱۵۵

122۔ ایضاً	صفحہ نمبر ۱۵۷

123۔ ایضاً	صفحہ نمبر ۱۵۸

124۔ ایضاً	صفحہ نمبر ۱۶۰

125۔ ایضاً	صفحہ نمبر ۱۶۱

126۔ ایضاً	صفحہ نمبر ۱۶۳

127۔ ایضاً	صفحہ نمبر ۱۶۸

128۔ ایضاً	صفحہ نمبر ۱۶۵

129۔ ایضاً	صفحہ نمبر ۱۷۳

130۔ ایضاً	صفحہ نمبر ۱۷۴

131۔ ایضاً	صفحہ نمبر ۱۷۶

132۔ ایضاً	صفحہ نمبر ۱۷۹

133۔ ایضاً صفحہ نمبر۱۸۲

134۔ ایضاً صفحہ نمبر۱۸۵

135۔ ایضاً صفحہ نمبر۱۸۶

136۔ ایضاً صفحہ نمبر۱۸۷

137۔ ایضاً صفحہ نمبر۲۲۱

138۔ ایضاً صفحہ نمبر۲۷۴

139۔ ایضاً صفحہ نمبر۲۷۵

140۔ ایضاً صفحہ نمبر۲۷۸

141۔ ایضاً صفحہ نمبر۳۰۸

142۔ ایضاً صفحہ نمبر۳۱۳

143۔ ایضاً صفحہ نمبر۳۱۷

144۔ ایضاً صفحہ نمبر۲۹۰

145۔ ایضاً صفحہ نمبر۲۸۱

146۔ ایضاً صفحہ نمبر۲۸۴

147۔ ایضاً صفحہ نمبر۳۰۱

148۔ ایضاً صفحہ نمبر۳۰۵

149۔ ایضاً صفحہ نمبر۱۸۳

150۔ ایضاً صفحہ نمبر۱۹۴

151۔ ایضاً صفحہ نمبر۲۲۴

152۔ ایضاً صفحہ نمبر۲۰۰

153۔ ایضاً صفحہ نمبر۲۰۲

154۔ ایضاً صفحہ نمبر۲۰۵

155۔ ''فیروزاللغت''۔اردو جدید صفحہ نمبر۶۸۳ (ن۔ع)

156۔ محمد سعید (خواجہ غلام فرید نخلستان ادب) ادبی مجلّہ فرید نمبر 2006ء ایس ای کالج بہاولپور صفحہ نمبر۳۸

157۔ ''فی احسن تقویم'' جاوید احسن سلیمان اکیڈمی ڈی جی خان صفحہ نمبر ۲۰
158۔ محبوب عالم محبوب ڈاکٹر ڈی جی خان میں نعت نگاری وتنقید نعت 2013ء صفحہ نمبر ۴۱
159۔ عبدالسلام ندوی ''اقبال کامل'' مطبوعہ نیشنل بک فاؤنڈیشن لاہور صفحہ نمبر ۳۸۸
160۔ ''انجم صہبائی'' محبوب عالم محبوب ڈاکٹر ڈی جی خان میں نعت نگاری 2013ء صفحہ نمبر ۱۷۴
161۔ ایضاً صفحہ نمبر ۳۱۱
162۔ ایضاً صفحہ نمبر ۶۲

باب چہارم

ڈیرہ غازیخان کے شعراء

1982ء میں جنرل ضیاءالحق صدر پاکستان نے ڈیرہ غازی خان کا دورہ کیا اور اس ضلع کو ڈویژن کا درجہ دیا۔ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں چار اضلاع ہیں۔

1 ڈیرہ غازی خان

2 راجن پور

3 مظفرگڑھ

4 لیہ

راجن پور ضلع ڈیرہ غازی خان کی تحصیل تھی اور بعد میں ضلع مظفرگڑھ کی تحصیل تھی

ڈیرہ غازیخان کی ڈویژن کی ثقافت لوگون کا رہن سہن زبان وادب، رشتہ داریاں، میل جول، لباس وغیرہ سب ایک جیسا ہے اس دھرتی میں نامور ادیب دانشور ہوگزرے رہے ہیں سرائیکی شعراء کی تعداد ہزاروں میں ہے نعت گوشعراء کی تعداد سینکڑوں میں ہے

اردو نعت گو شعراء میں نسیم طالوت، عافل کرنانی، شہباز نقوی ،جعفر بلوچ ،ریاض راہی ،ڈاکٹر سجاد حیدر پرویز، کاشف بزدار، شعیب جاذب، سعید احمد سعید جاوید حسن خان، ارشد لغاری، شباب ڈیروی، طارق عزیز، محسن نقوی اور ریاض راہی قابل ذکر ہیں اور صاحب کتاب ان کے علاوہ سیکنڑوں شعراء کرام ہیں سب کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔مختصراً درج ذیل شعراء کا تعارف اور نمونہ کلام تحریر میں لایا گیا ہے۔

ڈیرہ غازیخان کے نعت گوشعراء

جاویداحسن خان

ان کا تعلق ڈیرہ غازی خان سے ہے۔فی احسن تقویم ،لوح شفاعت ان کی مشہور کتب ہیں

نمونہ کلام

روضے پر بلائیں کہ کبھی خواب میں آئیں
معجزہ ہوجائے تو ہم جشن منائیں
آئی نہ میرے کام کبھی خوبی تقدید
مقبول نہ ہو پائیں زیارت کی دُعائیں
(۱۶۳)

پروفیسر سہیل اختر

ان کا تعلق ڈیرہ غازیخان سے اوراب بہاولپور میں مقیم ہیں۔بہت بڑے صحافی ہیں اورکئی کتابوں کے مصنف ہیں اورنعت گوئی شعراء میں بھی ان کا خاص مقام ہے محبتوں کا درس دیتے ہیں شاعراور منفرد نثر نگار ہیں۔

نمونہ کلام نعت گوئی

تم ایک بار سرئے طیبہ اپنا رخ کر لو
ہوائیں خود ہی جلائیں گی رہ گزر کے چراغ
کتاب نور کی یہ آیات بینات سہیل
ہمیشہ زندہ رہیں گے یہ نامہ بر کے چراغ
(۱۶۴)

حافظ محمد پیر بخش چشتی تونسوی

کمال کے انسان تھے عظیم نعت گو شعراء میں ان کا مقام ہے دربار خواجگان سے وابستہ تھے اور پاکستان کے نعت گو شعراء کی جلد سوم میں ان کا ذکر پایا گیا ہے ان کا مقالہ اشترا کیت بہت مشہور ہوا

نمونہ کلام

ے لے کر دنیا میں وہی دولت ایمان گیا
میرے آقا کی ناموس پہ جو قربان گیا
(۱۶۵)

ذکاءاللہ انجم ملغانی

ان کا تعلق قصبہ سوکڑ تحصیل تونسہ شریف ہے بلند پایہ شاعر اور ادیب میں ملنسار اور خلیق ہیں سردار گھرانے سے تعلق ہے۔

نمونہ کلام نعتیہ

ے تفریق کچھ نہیں ہے امیر و غریب میں
یکسان ہے سب کے واسطے فیضان مصطفیٰ ﷺ
(۱۶۶)

بربط تونسوی

تعلق تونسہ شریف سے تونسہ کو یونان صغیر کہنے والون میں ان کا نام ہے جو دیسوں کا شہر ہے نعتیہ مجموعہ ہے۔

ے عجب دیدم تماشا شیخ یاہو
براب عاشقان بر شاخ آہو
(۱۶۷)

نسیم طالوت

نام عبدالرشید

پیدائش یکم فروری 1909ء

سکونت چوٹی زیریں

ان کا تعلق چوٹی زیریں ڈیرہ غازی خان سے بڑے شاعراور عالم فاضل تھے مورخین نے لکھا ہے کہ غلام حسین احمد اور علامہ اقبال کے درمیان علمی جھگڑے کا تصفیہ بھی نسیم طالوت نے کرایا تھا۔ سرائیکی، اردو، فارسی اور عربی کے شاعر تھے۔ شاکر سیالکوٹی نے ''محمود ۳۳ صفحہ'' طالوت کے عنوان سے ایک خوبصورت نظم لکھی جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

تصانیف دیوان فرید میں مقالہ لکھا اور پشاور یونیورسٹی کے لیے (پیام اجل)

وفات 20 مارچ 1963ء

دفن ولایت حسین کالج ملتان

نمونہ کلام:

ے
ایک جانب میرزا کے پوت ہیں
دوسری جانب مگر طالوت ہیں
ایک ہی داؤد کافی ہے سب کو
کیا ہے گر شکر میں سَو جالوت ہیں
(۱۶۸)

نسیم کی موت کی محبت میں شاکر سیالکوٹی مرد مجاہد نے کہا ہے اور نظم لکھی ہے۔

غلام شبیر ناقد

ان کا تعلق تحصیل تونسہ شریف ڈیرہ غازیخان سے ہے حمد و نعت گوئی میں ایک مقام رکھتے ہیں نعت گوئی ترنم اور لے میں گاتے ہیں مرثیہ اور حمد کے بھی لکھاری ہیں۔

سکونت تونسہ شریف تعلیم ایم اے اردو، فارسی

ملازمت پاک آرمی

شعری مجموعہ : من دی مسجد، صلیب شعور، آہنگ خاطر، روح دی روہی، جادہ فکر،

نمونہ کلام:

ے
حسرت سے یہ ناقد کہ ہو جب نزاع کا عالم
اس وقت تیری نعت کے اشعار ادا ہوں
ہمارے نبی رحمت دہ جہاں ہیں
جہاں میں وہی سرور سروراں ہیں
ہمیں خوف عقبیٰ کا ناقد نہیں ہے
کہہ آ قا ہمارے بہت مہربان ہیں
(۱۶۹)

دلبر مولائی

نام دلبر حسین
تخلص مولائی

ان کا تعلق نوتک مہمید کوٹ چھٹہ سے تعلق ہے نعت گو شاعر ہیں کئی کتابیں تخلیق کر چکے ہیں۔ حرف حرف خوشبواُن کی ایک تصنیف ہے۔

ے
رضائے للہ کے حصول کیلئے
مصطفیٰ ﷺ ہی کی رضا چاہیئے
کعبے کا تقدس تصور دل سے بسایا
یہ پیغام مجھے میر ے مولا نے بتایا
(۱۷۰)

منظور ملغانی

نام منظور احمد خان
تعلیم ایم اے، بی ایڈ
پیشہ درس وتدریس
سکونت مہتر کالونی ڈی جی خان

تعلیمی میدان میں بہت ہی قابل ترین استاد سمجھے جاتے ہیں۔ زیادہ تر عرصہ گورنمنٹ جامع سکول ڈی جی خان اور

گورنمنٹ ہائی سکول نمبر 1 ڈی جی خان میں اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔ ضلع لیہ میں بھی خدمات انجام دیں ہیں۔ ریاضی، ادب، تاریخ اور فلسفہ میں کافی عبور رکھتے ہیں۔ اردو سرائیکی میں ڈوھڑے، قصیدے، منقبت، رباعی، نظم اور نعتیں لکھتے ہیں۔ زمانہ طالب علمی سے شاعری کرتے ہیں۔

نمونہ کلام:

ے محبت ہے مجھے اپنے نبی ﷺ سے
ملا ہے حکم فرمان جلی سے
میرا ایمان ہے حسین و علی سے
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمان غنیؓ سے

منظور ملغانی (۱۷۱)

راجن پور سے نعت گوشعراء

کاشف صادق بزدار

ان کا تعلق راجن پور سے ہے بہت بڑے نعت گوشاعر ہیں

نمونہ کلام:

ے
امت کے عاصیوں کا سہارا تم ہی تو ہو
بخشش کے آسمان کا ستارہ تم ہو تو ہو
کاشفؔ کو اپنے شہر کی گلیاں دکھایئے
مولا میری جبیں پر ستارے سجایئے
(۱۷۲)

پروفیسر شکیل پتافی

ان کا تعلق ضلع راجن پور سے ہے اردو زبان وادب میں پی ایچ ڈی کر چکے ہیں۔

شعری مجموعہ شکست شام سے پہلے، اکھ بے خواب عذاب

نمونہ کلام:

ے
عطا کر سوبھ میکوں وی خدایا نعت گوئی دی
ثناء خوان تھی پوواں میں وی سوہنے سرکار مدنی دا
تیرے عمل پہ رشک کرے کیوں نہ آدمی
ہے سر بہ سر کلامِ خدا زندگی تری
(۱۷۳)

سعید احمد سعید

ان کا تعلق ضلع راجن پور سے ہے بہت بڑے اردو نعت گو شعرا میں اِن کا شمار ہوتا ہے ادب سے بہت زیادہ لگاؤ رہا ہے ان کی بہت سی نعتیں لکھی ہوئی ہیں۔

نمونہ کلام:

نہیں جاہ و حشمت کی کوئی تمنا
بنا اپنے در کا گدا کملیﷺ والے
سعید اپنا ہمدرد مونی جہاں میں
نہیں تیرے سوا کملیﷺ والے
(۱۷۴)

منظر کلیمی

یہ اردو نعت گو شاعر ہیں ان کا تعلق راجن پور سے ہے ان کی نعتیں بہت مشہور ہیں

نمونہ کلام:

میرا یقیں و مذہب و مسلک اصول دیں
ایمان و اعتقاد و عقیدت تو ہی تو ہو
منظؔر کو کسب نور کی توفیق ہو عطا
ہاں مہر و ماہ رشد و ہدایت تو ہی تو ہو
(۱۷۵)

مظفر گڑھ سے نعت گو شعراء

شباب ڈیروی

شباب ڈیروی منیر نیازی کے شاگرد ہیں غزل، نظم اور نعت گوئی نعتیہ کلام میں خالص جذبوں کی نمائندگی کرتے ہیں ان کا تعلق خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ ہے

تاریخ پیدائش	6اگست1965
مقام	خان گڑھ (مظفر گڑھ)
پیشہ	مزدوری
استاد شاعری	منیر نیازی

کونین داوالی 1992ء اور نعت میڈی کائنات 1993ء میں شائع ہوئی۔(۱۷۶)

نمونہ کلام

ے سک مدینے دی نت سوائی ہے
کملی والے تو کیوں جدائی ہے
خوشبو کیتی ہوا معطر ہے
زلف مدنی جڈا ں ٹھہائی ہے

نمونہ کلام

ے شان تیڈی ہے سب کنوں اعلی
در تے جھکدی پئی خدائی ہے
پر ہے تیڈا اشباب عیبی توں
تیڈی قادر توہنڑی رسائی ہے

جانباز جتوئی

جتوئی صاحب مظفر گڑھ کے مشہور سرائیکی شاعر ہو کر گزرے ہیں ہر ایک ہونے والے سرائیکی مشاعروں کی زینت ہوتے تھے۔

نمونہ کلام

ے　کچھ نہ تھیوی ڈھول کڈائیں
آ وس میڈے کول کڈاہیں
میں مٹھری دے نال دا ڈھولا
مٹھرا مٹھرا بول کڈائیں
(۱۷۷)

پروفیسر سجاد حیدر پرویز

ان کا تعلق ضلع مظفر گڑھ سے ہے ڈیرہ غازی خان اور سرائیکی وسیب میں انتہائی قدرو منزلت کے حامل ہیں۔

پیشہ	پروفیسر ایس ای کالج بہاولپور
تعلیم	پی ایچ ڈی
تصانیف	پیغام فرید، نخلستان ادب اور ادبی مجلّہ کے مدیر ہیں

نمونہ کلام

ے　مدنی مٹھا من مٹھار سائیں
سندھڑی دیاں سوچاں تار سائیں
سکدیں نہ سک وچ مر ونجاں
ڈیکھاں تیڈا دربار سائیں
بدلی ہے زمانے دی اچ رکھ
محشر دے ہیں آثار سائیں
ہن تائیں کھڑا اروار ہاں میں

پرویز کیوں سڈاچا پار سائیں

(۱۷۸)

اختر جعفری

دارہ دین پناہ ضلع مظفر گڑھ میں 1934ء کو پیدا ہوئے۔مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) میں مقید رہے۔بطور کیپٹن ریٹائرڈ ہوئے۔ادب سے خاص لگاؤ ہے۔ریڈیو پاکستان ملتان سے بھی وابستہ رہے۔ڈاکٹر طاہر تونسوی کے بقول تمام اصناف میں طبع ازمائی کرتے ہیں۔

نمونہ کلام:

حد ہے کہ ہو کے مسلم

صوبوں میں بٹ گئے ہو

اسلام کے شجر سے

سوچو تو کٹ گئے ہو

(۱۷۹)

لیہ سے نعت گو شعراء

شعیب جاذب

ان کا تعلق لیہ سے ہے انہوں نے بہت سی کتب لکھی ارمغان حجاز مشہور کتاب ہے ان کے نعتیہ مجموعہ ہی سے اشعار بطور کلام۔

ے دھوپ میں سایہ رحمت مجھے دیتا ہے سکوں
ورنہ چھاؤں کا تصور بھی کہاں ڈھاک میں ہے
رسول دین کے اشارے پر ہوگیا دو نیم
دمکتا چاند جو روشن شب سیاہ میں ہے
(۱۷۹)

حمید الفت ملغانی

موجودہ تعلق لیہ سے ہے اور وہاں رہائش پذیر ہیں اصل وطن تحصیل تونسہ قصبہ سوکڑ ہے۔

تصانیف سرائیکی، سرائیکی ادبی لوز 1993ء
سرائیکی ادبی رت 1995ء میں شائع ہوئی

کتاب ''میم دے اولے''

نمونہ کلام

اُمی ﷺ (پڑھن کیتے مدرسے نہ ونجن والا)

ے عالم اُوں توُں ودھ نہ کوئی
عامل اُوں توُں ودھ نہ کوں
جینکوں العلیم دی طرفوں
ہر ہک علم سکھایا گیا
ہر نکتہ سمجھایا گیا
کون سکھیندا کون پڑھیندا
اینجھاں علم تے اینجھے نکتے

تھوں تاں دنیا دا کوئی مکتب
میم مٹھل دے قابل کائینا
(۱۸۰)

جعفر بلوچ

تاریخ پیدائش	27 جنوری 1947ء
ولدیت	محمد حسن
تعلیم	ایم اے اُردو، بی ایڈ
خدمات	گورنمنٹ کالج لاہور میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔
مدیر اعلیٰ	سٹوڈنٹ ایڈیٹر حصہ انگریزی علمی مجلّہ تھل اس ملتانی کا تعارف انتخاب کلام جو 1964ء اور 1965ء میں شائع ہوا۔
شعری مجموعہ	محسن انسانیت، عقیدت خام، آیات ادب اور بیعت

نمونہ کلام:

حیران ہیں باب نعت میں فن آشنائیاں
در ماندہ ہیں تمام کمال آزمائیاں
جعفر ہے انکسار بھی اک پردہ نمود
اس در پر زیب دیتی نہیں خود نمائیاں
(۱۸۱)

غافل کرنالی

تعارف	محمد یٰسین
پیدائش	کرنال (بھارت) 1935ء
خدمات	روز نامہ زمیندار لاہور، آفاق، نوائے وقت
شعری مجموعہ	جہاد قلم، قندیل حرم، ڈاکٹر نذیر احمد شہید (غنچہ دل)

نمونہ کلام:

ے

نور وحدت کی قسم حسن رسالت کی قسم
ہم نہ چھوڑیں گے کبھی تیرا مقدس دامن

(۱۸۲)

ریاض راہی

نام	ریاض حسین
تخلص	راہی
قلمی نام	ریاض راہی
تاریخ پیدائش	04اپریل1968ء
تعلیم	ایم اے اُردو(گولڈ میڈلسٹ)بی زیڈ یوملتان
استادشاعری	جناب خیال امروہوی
سکونت	لیہ شہر
ملازمت	اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو گورنمنٹ بوائز کالج لیہ
شعری مجموعہ	شکست آرزو

نمونہ کلام

ے

میں نعت کیوں نہ کہوں ہے وہ ذات ہی ایسی
نہ ایسی دیکھی نہ اب تک کہیں سنی ایسی
نگارِ آئیہ لولاک بھی ہو فرش نشین
کسی نے دیکھی نہیں طرز سادگی ایسی
درود پاک سے راہی مہک اٹھی محفل
کہ میں نے اسم محمدﷺ کی بات کی ایسی

(۱۸۳)

اور

مجھے تخت شہی سے کیا غرض بس آرزو یہ ہے
مجھے شہر مدینہ کا فقط ادنی گدا کہیے
تمنا ہے کہوں یہ نعت ان کے روبرو راہی
ثناء خوان مدینہ سے کہیں وہ مرحبا کہیےﷺ
(۱۸۴)

طاعت رسول ہی کی اطاعت خدا کی ہے
ثابت ہوا مشیت یزداں بھی آپ ہیں
راہی نہ کیوں ہوں خوبی قسمت پہ شادماں
ہم بے نواؤں کے تو دل وجان بھی آپ ہیں
(۱۸۵)

عبداللہ نیاز

نام	عبداللہ تخلص نیاز
تاریخ پیدائش	1971___1895
تعلیم	ایم اے فارسی گولڈ میڈلسٹ
سکونت	لیہ
شعری مجموعہ	خدااوراس کے رسول، تجلیات اسلام، ملت بیضاء، تقوش رنگین
وابستگی	شعبہ تعلیم میں اپنی خدمات بطور ہیڈ ماسٹر سرانجام دیں

نمونہ کلام عصیان وعبادت کے موضوع پر مدت تک

ے اوہام کے دریا میں کی فکر نے غواصی
قرآن میں ملا آخر یہ گوہر یکدانہ
مغرور نہ ہو عابد ،مایوس نہ ہو عاصی
(۱۸۶)

شہباز نقوی

نام	شہباز حسین نقوی
پیدائش	1950
مقام	گوجرہ
ابتدائی تعلیم	لیہ
تعلیم	ایم اے اردو
	1982 لیکچرار بنے اور شعبہ تعلیم میں خدمات انجام دیں
ادبی ذوق	تنقید اور انشائیہ نگاری

نمونہ کلام:

میرے لہو کا غدار کس نے ہونا تھا
تمہیں تو جشن منانے سے فرصتیں نہ ملیں
یقین نہیں ہے لکھے لفظوں پر بھی لوگوں کو
کسی بھی حرف میں سچی بشارتیں نہ ملیں
یہاں تو سنگ ملامت ہے اجر ناموری
وہ عافیت میں رہے جن کی شہرتیں نہ ملیں
(۱۸۷)

تنقیدی جائزہ:۔

اس دھرتی کے عظیم شاعر ندیم ایزد جنہوں نے نعتیہ کلام ''ورفعنا لک ذکرک''جس کا دوسرا نام ''گلدستہ نعت'' ہے جسے حضرت مقبول مقبول محی الدین گیلانی سجادہ نشین دربار قادریہ نے لکھا۔ندیم ایزد نے مرتب کیا اس کے ناشر رئیس عدیم ہیں۔آج کل یہ کتاب نایاب ہے۔محبوب عالم محبوب کی کتاب ڈی جی خان نعت نگاری کی روایت سے میں نے ڈی جی خان اور راجن پور کے 36 شعراء میں سے کچھ کی نعتیں اپنے مقالہ میں شامل کرنے کی جسارت کر رہی ہوں تاکہ میرے مقالہ کی زینت میں چار چاند لگا دیں۔کیونکہ نعت گوئی خود ایک پیغام ہے۔جو جناب رسالت مآب ﷺ کے ذریعے دنیا کو دیا گیا۔ اس طرح سے اسلام کی آفاقی پیغام اور اہمیت کو اجاگر اور دوبالا کیا گیا ہے۔دنیا میں لکھی جانے والی تمام نعتیں سوفی صد روحانی معیار کی حامل ہوتی ہیں۔ان تمام نعت گوشعراء نے بڑی محنت کی۔

نوٹ:۔ یہ نعتیں مقالہ کے آخر میں دی گئی ہیں۔

حضرت محمد ﷺ سے والہانہ محبت ولگاؤ کی عکاسی ہوتی ہے۔مقامی اور سرکاری سطح پر نمائندگی اور حوصلہ افزائی کی جانے کی ضرورت رہی۔

ان نعت گوشعراء کے کلام کو مربوط کرنے کی ضرورت ہے تاکہ دوسری نسلوں تک سابقہ شعراء کا کلام جو زینت اشاعت نہ ہوسکا کی طرح ضائع نہ ہو۔اس لیے میں نے بڑی محنت سے ڈھونڈھ کر شامل کیا ہے۔امید ہے میری یہ کاوش ضرور رنگ لائے گی اور آنے والی نسلوں کے لیے یادگار رہوں گی۔امید کی جاتی ہے کہ ہم تمام لوگوں کو اور خاص کر مخیرّ حضرات کو آگے آنا چاہیے اور شعراء کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

حواشی وحوالہ جات

163۔ جاوید احسن خان ''فی احسن تقویم'' سخنواران پاکستان ازمحبوب عالم محبوب ڈاکٹر 2010ء صفحہ نمبر ۱۷۲
164۔ محبوب عالم محبوب ڈاکٹر ڈیرہ غازی خان میں نعت گوئی کی روایت 2013 صفحہ نمبر ۲۲۶
165۔ ایضاً صفحہ نمبر ۲۰۲
166۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۸۲
167۔ ماہنامہ ''مراۃ العارفین'' انٹرنیشنل لاہور حصہ دوئم باہو سلطان صفحہ نمبر ۱۰
168۔ ہاشم شیر خان بیکن بکس پبلیشر گلگشت ملتان 2001ء علامہ اقبال ڈی جی خان صفحہ نمبر ۲۷
169۔ محبوب عالم محبوب ڈاکٹر ڈیرہ غازی خان میں نعت گوئی کی روایت 2013ء صفحہ نمبر ۲۹۴
170۔ ایضاً صفحہ نمبر ۳۱۹
171۔ حواشی وحوالہ منظور ملغانی مجموعہ نعتیہ کلام زیر طباعت مہتر کالونی ڈی جی خان
172۔ محبوب عالم محبوب ڈاکٹر ڈیرہ غازی خان میں نعت نگاری لاہور صائم پبلی کیشنز 2013ء صفحہ نمبر ۱۹۲
173۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۷۶
174۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۸۷
175۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۹۳
176۔ محبوب عالم محبوب ڈاکٹر ڈیرہ غازی خان میں نعت نگاری لاہور صائم پبلی کیشنز 2013ء صفحہ نمبر ۲۶۰
177۔ ''ہیرے موتی'' ازمحمد رمضان طالب عدنان پبلیشرز بی ڈویژن روڈ ڈی جی خان 2009ء صفحہ نمبر ۵
178۔ محبوب عالم محبوب ڈاکٹر ڈیرہ غازی خان میں نعت نگاری لاہور صائم پبلی کیشنز 2013ء صفحہ نمبر ۳۲۶
179۔ ایضاً صفحہ نمبر ۲۷۰
180۔ حمید الفت ملغانی (میم دے اولے) لیہ تھل دمان سرائیکی سنگت 2007ء صفحہ نمبر ۲۲
181۔ جعفر بلوچ ''آیات ادب'' صفحہ نمبر ۲۱۹
182۔ ایضاً صفحہ نمبر ۲۰۰
183۔ ریاض راہی (تھل) ادبی مجلّہ 2014ء کروڑ گورنمنٹ کالج کروڑ صفحہ نمبر ۱۴
184۔ ریاض راہی (تھل) کالج میگزین 2014 پوسٹ گریجویٹ کالج لیہ صفحہ نمبر ۱۰۴
185۔ ایضاً صفحہ نمبر ۱۰۸

186۔ جعفر بلوچ ''آیات ادب'' لیہ ومظفر گڑھ کے شعرا لاہور مکتبہ عالیہ صفحہ نمبر ۵۸

187۔ ایضاً صفحہ نمبر ۲۲۴

باب پنجم

اُردو نعت اور دیرہ غازیخان میں اُردو نعت تقابلی جائزہ

☆ **ماحصل**

☆ **مصادر و مراجع**

خلاصہ

زیرِ نظر تحقیقی مقام میں ڈیرہ غازی خان کے طلباء طالبات کو روشناس کرانا ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں کلام نعت کے حوالے سے یوں تو کافی مواد مطبوعہ اور غیر مطبوعہ ملتا ہے اور صاحب کتاب اور دیگر شعراء کرام جنہوں نے اردو نعت گوئی میں کافی محنت کی ہے اور کام کیا ہے جن میں بربط تونسوی، حافظ پیر بخش تونسوی، اسلم وارثی، پروفیسر سہیل اختر، جاوید احسن، شباب ڈیروی، شعیب جاذب، ارشد لغاری، ڈاکٹر غنی عاصم، ظہور احمد فاتح وغیرہ شامل ہیں۔

اردو نعت میں اپنی روحانی و علمی بصیرت سے فروغ و ترویج کیلئے اہم کردار ادا کیا ہے اپنی روحانی قوتوں، علمیت اور سوز و گداز کے ذریعے اسلامی تصوف کو ابھارا ہے ان کی خدمات کا جائزہ وقت کی اہم ضرورت ہے ان کی خدمات کو زندہ جاوید بنانے کیلئے اور آنے والے نسلوں کے لئے ایک پیغام دیتا ہے کہ نعت انسان کی روحانی رسائی اور حضرت محمد ﷺ سے گہری محبت و لگاؤ کا ذریعہ ہے۔

یہ بھی ظاہر کرنا ہے کہ ڈیرہ غازی خان کو بھی پنجاب میں ایک خاص مقام حاصل ہوا اس دھرتی میں غزل، نظم، قطعات، کافی، گیت، ڈوہرہ، ہائیکو، سرائیکو، نعت، آزاد نظم، کہانی، ناول، انشائیہ طنز و مزاح کام نگاری میں کالم نگاری میں کافی کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔

ڈیرہ غازی خان میں باقاعدہ نعت گو شعراء اور نعت گو شاعرات پر تحقیقی مقالہ کرنی کی ضرورت رہی ہے اور تاکہ اس خطہ کے مرد و خواتین اردو نعت گو شعراء کے کلام کو ساری دنیا میں متعارف کرایا جائے۔

ترجمہ سورت احزاب (پارہ 21 تا 22)

1۔ اے پیغمبر خدا سے ڈرتے رہنا اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ ماننا۔ بے شک خدا جانے والا اور حکمت والا ہے۔

2۔ اردو جو کتاب تم کو تمھارے پروردگار کی طرف سے وحی کی جاتی ہے اس کی پیروی کئے جانا بے شک خدا تمھارے سب عملوں سے باخبر ہے۔

3۔ اور خدا پر بھروسہ رکھنا اور خدا ہی کارساز کافی ہے۔

4۔ خدا نے کسی آدمی کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے اور نہ تمھاری عورتوں کو جن کو تم ماں کہہ بیٹھے ہو تمھاری ماں بنایا اور نہ تمھارے لے پالکوں کو تمھارے بیٹے بنایا۔ یہ سب تمھارے منہ کی باتیں ہیں اور خدا تو سچی بات فرماتا ہے اور وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

5۔ مومنو! لے پالکوں کو ان کے اصلی باپوں کے نام سے پکارو خدا کے نزدیک یہ بات درست ہے اگر ان کو ان کے بالوں کے نام معلوم نہ ہوں تو دین میں تمھارے بھائی اور دوست ہیں اور جو بات تم سے غلطی سے ہوگئی ہو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں لیکن جو قصد دی سے کرو اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

6۔ پیغمبروں مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور پیغمروں کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور رشتہ دار آپس میں کتاب کے رو سے مسلمانوں اور مہاجروں سے ایک دوسرے کے زیادہ مقدار رہیں مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے احسان کرنا چاہو یہ حکم قرآن میں لکھ دیا گیا ہے۔

7۔ اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور تم سے اور نوحؑ اور ابراہیمؑ سے اور موسی سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰؑ سے اور عہد بھی ان سے پکا لیا۔

8۔ تاکہ سچ کہنے والوں سے ان کی سچائی کے بارے میں دریافت کرے اور اس نے کافروں کیلئے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

9۔ مومنو! خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو جو اس نے تم پر اس وقت کی جب فوجیں تم پر حملہ کرنے کو آئیں تو تم نے ان پر ہوا بھیجی اور ایسے لشکر نازل کئے جن کو تم دیکھ نہیں سکتے تھے اور جو کام تم کرتے ہو خدا ان کو دیکھ رہا ہے۔

10۔ جب وہ تمھارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے جب آنکھیں پھر گئیں اور دل مارے دہشت کے گلوں تک پہنچ گئے اور تم خدا کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔

11۔ وہاں مومن ازمائے گئے اور سخت طور پر بلائے گئے۔

12۔ اور جب منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہنے لگے کہ خدا اور اُس کے رسول ﷺ نے تو ہم سے محض

دھوکے کا وعدہ کیا تھا۔

13۔ اور جب اُن میں سے ایک جماعت کہتی تھی۔ کہ اے اہل مدینہ (یہاں) تمہارے (ٹھہرنے) کا مقام نہیں تو لوٹ چلو اور ایک گروہ ان میں سے پیغمبر سے اجازت مانگنے اور کہنے لگا کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں۔ حالانکہ وہ کھلے نہیں تھے۔ وہ تو صرف بھاگنا چاہتے تھے۔

14۔ اور اگر فوجیں اطراف مدینہ سے اُن پر آ داخل ہوں پھر اُن سے خانہ جنگی کے لیے کہا جائے تو (فوراً) کرنے لگیں اور اُس کے لیے بہت کم توقف کریں۔

15۔ حالانکہ پہلے خدا سے اقرار کر چکے تھے کہ پیٹھ نہیں پھیریں گے اور خدا سے (جو) اقرار (کیا جاتا ہے) اُس ضرور پرسش ہوگی۔

16۔ کہہ دو کہ اگر تم میرنے یا مارے جانے سے بھاگتے ہو تو بھاگنا تم کو فائدہ نہیں دے گا اور اس وقت تم بہت ہی کم فائدہ اٹھاؤ گے۔

17۔ کہہ دو کہ اگر خدا تمہارے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو کون تم کو اس ے بچا سکتا ہے۔ یا اگر پرمہربانی کرنی چاہے (تو کون اس کو ہٹا سکتا ہے) اور یہ لوگ خدا کے سوا کسی کو نہ اپنا دوست پائیں گے نہ مددگار۔

18۔ خدا تم میں سے ان لوگوں کو بھی جانتا ہے جو (لوگوں کو) منع کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کم۔

19۔ یہ (اس لیے کہ) تمہارے بارے میں بخل کرتے ہیں پھر جب ڈر (کا وقت) آئے تو تم اُن کو دیکھو کہ تمہار طرف دیکھ رہے ہیں اور ان کی آنکھیں (اسی طرح) پھر رہی ہیں جیسے کسی کو موت سے غشی آ رہی ہو۔ پھر جب خوف جاتا رہے تو تیز زبانوں کے ساتھ تمہارے بارے میں زبان درازی کریں اور مال میں بخل کریں یہ لوگ (حقیقت میں) ایمان لائے ہی نہ تھے۔ تو خدا نے ان کے اعمال برباد کر دیے اور یہ خدا کو آسان تھا۔

20۔ (خوف کے سبب) خیال کرتے ہیں کہ فوجیں نہیں گئیں اور اگر لشکر آ جائیں تو تمنا کریں کہ (کاش) گنواروں میں جا رہیں (اور) تمہاری خبر پوچھا کریں اور اگر تمہارے درمیان ہوں تو لڑائی نہ کریں مگر کم۔

21۔ تم کو پیغمبر خدا کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے خدا (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی اُمید ہو اور وہ خدا کا ذکر کثرت سے کیا کرتا ہو۔

22۔ اور جب مومنوں نے (کافروں کے) لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا خدا اور اس کے پیغمبر نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور خدا اور اس کے پیغمبر نے سچ کہا تھا اور اس سے ان کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہوگئی۔

23۔ مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے خدا سے کیا تھا اس کو سچ کر دکھایا تو ان میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔

24۔ تاکہ خدا سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے اور منافقوں کو چاہیے تو عذاب دے یا (چاہے) تو ان پر مہربانی کرے ۔بے شک ذرا بخشنے والا مہربان ہے۔

25۔ اور جو کافر تھے ان کو خدا نے پھیر دیا وہ اپنے غصے میں (بھرے ہوئے تھے) کچھ بھلائی حاصل نہ کر سکے اور خدا مومنوں کو لڑائی کے بارے میں کافی ہوا اور خدا طاقتور (اور) زبردست ہے۔

26۔ اور اہل کتاب میں سے جنہوں نے ان کی مدد کی تھی اُن کو اُن کے قلعوں سے اتار دیا اور ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی تو کتنوں کو تم قتل کر دیتے تھے اور کتنوں کو قید کر لیتے تھے۔

27۔ اور ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مال کا اور اس زمین کا جس میں تم نے پاؤں بھی نہیں رکھا تھا تم کو وارث بنا دیا اور خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

28۔ اے پیغمبر اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنای کی زندگی اور اس کی زینت و آرائش کی خواستگار ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال دوں اور اچھی طرح سے رخصت کر دوں۔

29۔ اور اگر تم خدا اور اس کے پیغمبر اور عاقبت کے گھر (یعنی بہشت) کی طلبگار ہو تو تم میں جو نیکوکاری کرنے والی ہیں اُن کے لیے خدا نے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

30۔ اے پیغمبر کی بیویو! تم میں سے جو کوئی صریح ناشائستہ حرکت کرے گی اس کی دونی سزا دی جائے گی اور یہ (بات)خدا کو آسان ہے۔(۱۸۸)

حواشی وحوالہ

القرآن پارہ نمبر۲۱ الاحزاب ۲۲ ترجمہ آیات نمبر ۱ تا ۳۰ از مولانا فتح محمد جالندھری پاک کمپنی اردو بازار لاہور صفحہ نمبر ۴۶۱ تا ۴۶۵

حاصلات

اس تحقیقی مقالہ کے عنوان سے مربوط مواد کے حصول کیلئے لائبریری کتب، اخبارات، جرائد، رسائل سے استفادہ کیا گیا جو معلومات حاصل ہوئیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو مدنظر رکھ کر دینی تحقیق کے نگران کے مشورہ سے تین سوالنامے تیار کئے گئے ہیں ایک سوالنامہ طلباء کیلئے دوسرا والدین کیلئے اور تیسرا عوام الناس کیلئے ہے۔

حصہ اول

طلباء

1۔ 100% طلباء نے اس نعت گوئی کی روایت کو زندہ رکھنے اور ابھارنے کا ذریعہ قرار دیا ہے

2۔ 100% طلباء نے اسے نعت گو شعراء کے روحانی ادراک کو اجاگر کرنیکا ذریعہ سمجھا ہے

3۔ 100% طلباء نے اس خطہ میں ادب وثقافت کو جاننے کا ذریعہ سمجھا ہے

4۔ 100% طلباء نے نعت کو انسان کی روحانی وسائل کی نشاندہی کہا ہے

5۔ 100% طلباء نے اردو کے فروغ وترویج اور تاریخ میں معاون سمجھا ہے

6۔ 100% طلباء نے اس دھرتی خطہ ڈیرہ غازی خان میں بسنے والوں کے متعلق جاننے اور ان کے روحانی ادراک کو سمجھنے اور اقوام عالم میں ان کے مقام کی رسائی کا ذریعہ سمجھا ہے

7۔ 100% طلباء نے اقبالیات کو نصاب میں شامل کرنے پر زور دیا ہے۔

حصہ دوم (والدین)

1۔ 80%والدین نے اس مقام کو ایک منفرد جانا ہے

2۔ 80%والدین نے تعلیمی اداروں میں ایسے مقالوں کی تحقیق وتنقید کو ایک اعلی اور نمایاں کام گردانا ہے

3۔ 80%والدین نے ملک کی قومی اخبار اور ٹیلی ویژن پر باقاعدہ ہفتہ وار اشاعت پر زور دیا ہے

4۔ 60%والدین نے استدعا کی ہے سرکاری ٹیلیویژن پروگرام میں اردو نعت گو شعراء کیلئے بروز پروگرام ہونا چاہئیے۔50%والدین نے ان تحقیقات کے متعلق رسالہ جات شائع ہوں اور سکول وکالج میں مفت بھیجے جائیں تاکہ طلباء روحانی قدریں اجاگر ہوں۔

حصہ سوم (عوام الناس)

1۔ 100% لوگوں نے کہا ہے اس سے نعت گوشعراء کی حوصلہ افزائی ہوتی اور تاریخ ڈیرہ غازی خان سے کافی واقفیت ہوئی ہے۔

2۔ 60% لوگوں نے کہا ہے کہ ضلعی سطح پر شاعروں اور ادیبوں کو ان کی ادبی خدمات کے اعتراف میں اعزازات اور انعامات سے نوازا جائے اور حوصلہ افزائی کی جائے کہ یہ ایک منفرد مقالہ ہے۔

3۔ 80% لوگوں نے ڈیرہ غازی خان کے تخلیق کاروں کی حوصلہ افزائی کیلئے مقامی اداروں کیلئے ایک لائحہ عمل بنایا جائے

4۔ 70% لوگوں نے کہا ہے کہ مقامی سرکاری ادارے اپنی گرانٹ اپنے پسندیدہ شاعروں کی بجائے ایسا طریقہ کار مرتب کریں جس سے احساس محرومی کا خیال دور ہو جائے۔

5۔ 80% لوگوں کی رائے ہے کہ ضلعی سطح پر شعراء کرام ایک ادبی کمیٹی قائم ہو ان کے متعلق عوام کی آگاہی ہو۔ اس کمیٹی کا کام ضلعی سطح ادبی سرگرمیوں کو فروغ دینے میں مقامی انتظامیہ کی صحیح سمت میں رہنمائی کرتا ہوں۔

6۔ 80% لوگوں نے تجویز دی ہے کہ مخیّرات حضرات کو آگے بڑھنا چاہئے اور اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ حکومت وقت کو بھی چاہئے کہ ان ادیبوں اور شعراء کرام کو ملکی ایوارڈ سے نوازیں۔

نتائج

طلباء والدین اورعوام الناس کی اکثریت کے خیالات کا تجربہ کرنے بعد مندرجہ ذیل نتائج سامنے آئے۔

1۔ ڈیرہ غازی خان کی دھرتی ادب و دانش سے کسی حوالہ سے بھی کم نہیں ہے ہر دور میں اعلی پایہ کے ادیب ودانشور پائے گئے ہیں جن کی تعداد ہزاروں میں ہے لیکن افسوس کی بات ہے ان صاحب کمال لوگوں کے کارہائے نمایاں بطور سند نہیں بنایا جاسکا اتنے پڑھے لکھے لوگ نہ تھے کہ کتب ہاتھ سے لکھی جاتی تھیں ایسی کتاب نااہل لوگوں کے ہاتھ آئیں اور ضائع ہوگئیں۔

ڈیرہ غازی خان کے شہر میں تمام کتب خانوں پر کوئی ایک کتاب میسر نہیں اگر موجود بھی ہیں تو نامعلوم لوگوں کے گھروں میں ہیں اور دیمک کھا گئی ہے چند لوگ ہیں جنہوں نے اس کام کو آگے بڑھایا ہے مقامی سطح پر کوئی خاص ادارہ ایسا نہیں جو انہیں محفوظ کرے اور عوام تک پہنچائے۔

بعض لوگوں کے نزدیک نعت ایک دشوار صنف ہے اس میں کسی طرح کی جھول سے ایمان خطرہ میں پڑ جاتا ہے لیکن حمد ہو یا نعت اللہ تعالی کی خصوصی عنایت اور رسالت مآب ﷺ کی محبت کے بغیر نہیں کہی جاسکتی۔

یہ دونوں عوام انسان سے ظہور پذیر ہیں لیکن آج کل نعت خوانی کی محفلیں ،نعتیہ معاشرے، ماہ ربیع الاول شریف میں دھوم دھام سے منعقد کی جارہی ہیں لوگ ذوق وشوق سے سنتے ہیں اور شامل ہوتے ہیں میلاد شریف کی محفلیں تمام چھوٹے بڑے شہروں میں منعقد کی جاتی ہیں ضرورت اس بات کی ہے سرکاری سطح پر اور مقامی سطح پر تحقیق وتنقید، تحریر وتقریر کی حوصلہ افزائی ہو تمام اخبارات میں خصوصی ایڈیشن شائع ہوں کتب خانوں میں دستیاب ہوں اور اچھے اچھے شعراء کا کلام نصاب تعلیم بھی شامل کیا جائے تا کہ نئی نسل نعتیہ کلام سے روشناس ہوں اگر نعت گوشعراء نہ بن سکیں تو کم از کم طلباء کے لبوں پر نعتیہ اشعار گونجتے رہیں اور نظر آئیں۔